ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۳ر ربیع الاول ۱۳۸۹ھ
۳۰ر مئی ۱۹۶۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیْ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَرْبَعٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ لَایَنَامُ وَلَایَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَّنَامَ یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَیَرْفَعُہٗ یُرْفَعُ اِلَیْہِ عَمَلُ اللَّیْلِ بِالنَّھَارِ بِاللَّیْلِ۔

(رواہ احمد و مسلم و ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر چار باتیں بیان فرمائیں:۔ (۱) خدائے قدوس سوتا نہیں اور نہ یہ اس کے شایانِ شان ہے۔ میزان عدل کو جھکاتا ہے اور اونچا کرتا ہے۔ رات کے کام دن میں اور دن کے کام رات میں اسی کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔

تشریح میزانِ عدل، دنیا میں مخلوق کی روزی اور آخرت میں ان کے اعمال کی مقدار کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ اعمال و رزق کی قلت و کثرت دونوں جہان میں اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے کسی کے اچھے عمل زیادہ ہوں گے۔ اور کسی کے کم، کسی کو روزی فراخ ملتی ہے اور کسی کو تنگ۔ مگر اس حقیقت کے باوجود جدوجہد کا حکم دونوں جگہ موجود ہے گویا تم سعی کے مکلف ہو اور قدرت دینے کی مختار ہے۔

رفع اعمال۔ یہ اس نظم کا ایک شعبہ ہے۔ جس پر بساطِ عالم کی بنیاد قائم کی گئی ہے۔ خدا کے معصوم فرشتے مقرر ہیں۔ عصر و صبح کی نمازوں میں ان کی ڈیوٹی بدل جاتی ہے اور اس درمیان میں جو اچھے برے کام مخلوق کرتی ہے وہ ان کے ساتھ جاتے ہیں۔

عالم تکوین کے گوشہ گوشہ میں نظم موجود ہے دنیا اس کے عمیق اسرار دریافت کرنے کے درپے ہے۔ اس کے انکار یا ابطال کے درپے نہیں، پھر کوئی وجہ نہیں کہ اگر عالم غیب کا کوئی نظم آپ کے سامنے مذکور ہو تو آپ اس کے انکار یا اس سے آگے بڑھ کر استہزاء کے لئے آمادہ ہوں۔

(وَعَنْہُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ مِنْ طَرِیْقٍ اٰخَرَ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَایَنَامُ وَلَایَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَّنَامَ یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَیَرْفَعُہٗ حِجَابُہُ النَّارُ لَوْ کَشَفَھَا لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْھِہٖ کُلَّ شَیْءٍ اَدْرَکَہٗ بَصَرُہٗ ثُمَّ قَرَأَ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ فَلَمَّا جَآءَھَا نُوْدِیَ اَنْ بُوْرِکَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَھَا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ (رواہ احمد ومسلم وابن ماجۃ)

ترجمہ:۔ ابو موسیٰ اشعریؓ دوسرے طریق سے یوں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ باری تعالیٰ نہ سوتا ہے اور نہ سونا اس کی شان کے مناسب ہے۔ میزانِ عدل کو پست کرتا ہے اور بلند کرتا ہے (اس کے اور مخلوق کے درمیان) خود اس کا نور اس کا حجاب ہے اگر وہ حجاب اٹھا دے تو اس کی ذات کے انوار جہاں تک نظر جائے سب کو پھونک ڈالیں۔ اس کی تائید میں ابو عبیدہؓ نے یہ آیت پڑھی فلما جاءھا۔ جب موسیٰؑ آگ کے نزدیک پہنچے تو آواز آئی آگ میں جو تجلّی ہے وہ مبارک اور جو ہستیاں اس کے ارد گرد ہیں وہ مبارک اور پاک ہے۔ اللہ کی ذات جو سب جہان کا پروردگار ہے (اس حدیث کو احمد مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے)

یہاں اصل روایت میں نار کا لفظ ہے اور صحیح مسلم میں اس کی بجائے نور کا لفظ مذکور ہے۔ چونکہ حقیقت کے لحاظ سے یہاں نور و نار میں چنداں فرق نہیں ہے۔ اس لیے ہم نے اس کا عام فہم ترجمہ نور ہی کر دیا ہے ابو عبیدہؓ نے لفظ نار ہی کی مناسبت سے قرآن شریف کی آیت تلاوت فرمائی ہے یعنی جب حضرت موسیٰ کو صورتِ نار میں تجلّی ہوئی تو معلوم ہوا کہ ذات پاک کا حجاب نار تھا جس کے پس پردہ اس کی تجلی ہو رہی تھی۔ اس بابرکت نار اور بابرکت ماحول سے کسی نافہم کو یہ دھوکا نہ لگے کہ۔ معاذ اللہ، خدا کی ذاتِ پاک کہیں حقیقۃً آگ میں حلول کر آئی تھی اس لیے فرمایا کہ وہ خود اس آگ اور سارے جہاں کا پالنے والا ہے وہ جسم وجہت۔ حدوث و حلول کے آثار سے پاک و برتر ہے — حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ خالق کا حجاب مخلوق کی طرح باہر سے نہیں یہاں خود اس کے عظمت و جلال کے انوار ہی اس کا حجاب ہیں۔ جس طرح کہ خود آفتاب کی کرنیں اور حسین کا حسن کبھی کبھی اس کے دیدار کے لیے حجاب بن جاتا ہے، اسی طرح یہاں خود اس کی عظمت و جلال کے انوار ہی اس کا حجاب بن رہے ہیں۔ عقولِ انسانی نے بارہا شوخی کی اور چاہا کہ بے حجاب نظارہ کریں مگر ہمیشہ خیرہ و متحیّر ناکام واپس آئیں اس عالم میں بے حجاب دیدار کی صورت صرف یہ ہے کہ وہ خود اس حجاب کو اٹھا دے تو اس پر اس کو تو قدرت ہے مگر ہم میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کی تاب لا سکیں۔ اربابِ عقول کا حصہ یہاں صرف اعتقادِ عظمت ہے اور اربابِ کشوف کا ذوق و وجدان ؎ آنکہ چشید داند

نعت

نگاہوں میں ہیں تاجدارِ مدینہ
وہ رشکِ چمن وہ بہارِ مدینہ

لبوں پہ ہے رقصاں جو نامِ محمدؐ
تو دل میں ہے شوقِ دیارِ مدینہ

تجلّی کا مسکن، دیارِ محمدؐ
ہے رشکِ جناں رہگذارِ مدینہ

چھٹیں ظلمتیں کفر و باطل کی ساری
جب آئے شہِ ذی وقارِ مدینہ

ہے ذوقِ طلب تو بلائیں گے تجھ کو
نہ گھبرا دلِ بے قرارِ مدینہ

ہو آسیؔ پہ بھی اک نگاہِ نوازش
پڑا ہے سرِ رہگذارِ مدینہ

از نیاز احمد آسیؔ خانپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

فون نمبر ۶۷۵۴۵

۱۵ | ۱۳ ربیع الاوّل ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۰ رمئی ۱۹۶۹ء | شمارہ ۴

سیرت کا پیام

تقریباً ساڑھے چودہ سو برس پیشتر ربیع الاوّل کے مہینہ میں "بلد امین" مکہ معظمہ میں صبح صادق کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری نبی و رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیائے آب و گل میں تشریف لائے۔ آفتابِ ہدایت کا طلوع ایسے وقت میں ہوا جبکہ پورے عالم پر کفر و شرک اور ظلم و عدوان کی تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں اور دنیا اپنے سیاہ ترین دور سے گذر رہی تھی۔ لیکن آپ کے نورِ ہدایت کی ضیا پاشیوں اور تابانیوں سے پوری کائنات جگمگا اٹھی، اندھیرے کافور ہو گئے ظلمت کی جگہ روشنی نے لے لی اور ربیع الاوّل میں انسانی رشد و ہدایت کا وہ آفتاب طلوع ہوا جو کبھی غروب نہ ہو گا ؎

لاکھ ستارے ہر طرف ظلمتِ شب جہاں جہاں
ایک طلوعِ آفتاب دشت و چمن سحر سحر

ہر سال سرکاری اور غیر سرکاری طور پر میلاد النبیؐ کا دن اہتمام سے منایا جاتا ہے سرکاری عمارات پر چراغاں کیا جاتا ہے، بازاروں اور گلی کوچوں میں بجلی کی ٹیوبیں اور قمقمے دن کا سا سماں پیدا کر دیتے ہیں۔ لیکن غور کرنے اور سوچنے کا مقام یہ ہے کہ ہم اپنے دلوں کی تاریکیوں کو بھی دُور کرنے کا کوئی اہتمام کرتے ہیں اور معاشرے میں بڑھتی ہوئی بے حیائی، فحاشی، قتل و غارت غنڈہ گردی اور خلاف کتاب و سنت سکیموں، تحریکوں اور کارروائیوں کو یکسر ختم کرنے کے لئے کوئی عملی اقدام اٹھاتے ہیں ——— حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا سب سے روشن باب جو ہمارے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ کائنات کی ابدی راہنمائی کے لئے جو تعلیم لائے، وہ محض زبانی تعلیم نہ تھی بلکہ اس کا مقصد ایک خاص ڈھب اور خاص سیرت و کردار کے حامل افراد تیار کرنا تھا۔ اور ایک سوسائٹی کی تشکیل تھی جو پوری طرح خداترس ہو۔ انسانی جان و مال اور آبرو کا اہتمام کرتی ہو، سب انسانوں کے حقوق و فرائض کا پوری طرح خیال رکھتی ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا کے دین کو غالب کرنے کے لئے پوری دنیا کی راہنمائی کے منصب پر فائز ہو۔

حضور علیہ السلام کی حکیمانہ تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا کہ ربع صدی میں ایک ایسی جماعت صفحۂ ہستی پر جلوہ گر ہوئی۔ جو قرآنی معیارِ سیرت کا مکمل نمونہ تھی۔ اور جس نے انسانی دنیا کی قرنوں تک راہنمائی کی۔ جب یورپ کے اکثر و بیشتر ممالک جہالت کی تاریکیوں میں گم تھے۔ امتِ مسلمہ اس وقت تک امامت و راہنمائی کے منصب پر فائز رہی۔ جب تک کہ وہ کتاب و سنت کی تعلیم پر کسی حد تک عمل پیرا رہی اور جب اس تعلیم ربانی کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا تو پھر یہ قوم رہنمائی و سیادت کے قابل نہ رہی اور قوموں کے قانون انقلاب نے اسے غیروں کا غلام اور محکوم بنا دیا۔ اور یہ اس امر کی سزا تھی کہ ہم نے ہدایت کے سرچشمہ سے اپنا رشتہ منقطع کر لیا تھا۔

آج ہمیں جس بات کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہم حضور علیہ السلام سے صرف زبانی اظہارِ محبت نہ کریں اور اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے اسلام کا نام نہ لیں۔ کیا یہ ناگوار حقیقت اور حادثہ عظیم نہیں ہے کہ پاکستان میں ہر لیڈر جب آگے آنا چاہتا ہے تو اسلام کا نام ضرور لیتا ہے لیکن اس کی اور اس کی جماعت کی پوری زندگی میں اسلام کا کہیں نام و نشان نہیں ہوتا۔ اسلام سے وابستگی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اسلام کے نام پر بہترین لیکچر دے سکیں یا عقلی طور پر لوگوں کو اسلام کا قائل کر سکیں بلکہ اصل وابستگی یہ ہے کہ اسلام جو چاہتا ہے۔ ہماری زندگی ہماری شکل و صورت اور ہمارے پورے معاشرے میں اس کی جھلک نظر آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم سیرت و کردار کو عملی سانچے میں ڈھالیں۔ اور آپؐ کی تعلیمات کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں رائج کریں اور اسلامی تعلیم کو اتنا عام کریں کہ تمام انسان بلاتمیز ملک و ملت اور قوم و وطن اسے نعمت سے بہرہ ور ہوں —— یہ راہ کٹھن ضرور ہے۔ اور اس راہ پر چلتے ہوئے اپنوں اور غیروں کی طرف سے مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر محبت کی معراج تو یہی ہے کہ محبت کی راہ میں کسی تکلیف کی پرواہ نہ کی جائے اور بلا خوف و خطر رضائے محبوب کے حصول کی جدوجہد کو جاری رکھا جائے۔

اصل کام جو کرنے کا ہے وہ یہ ہے کہ ہم سیرت و سنتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دل و دماغ کو روشن کر کے عملی زندگی کو اسوۂ حسنہ کے مطابق بنائیں۔ اگر یہ نہیں تو زبانی دعوے اور نمود و نمائش کچھ نہیں محض اپنے آپ کو تو ہم تسلی دے لیں گے کہ ہم نے محبت کا اظہار کر دیا وہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ وہاں تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ ہماری سنت کو کس نے زندہ کیا اور کون اس کے لئے کام کرتا ہے۔

گوش برآواز

"فلسطین کو صیہونی تسلّط سے آزاد کرانا صرف عربوں کا نہیں پورے عالم اسلام کا مسئلہ ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام جیسے عظیم حریت پسند قائدین اسلام کی روایات کی وارث ہونے کا شرف حاصل ہے بالخصوص اور پاکستان کے حریت پسند عوام بالعموم ارضِ مقدس کو آزاد کرانے کے لئے اپنے فلسطینی بھائیوں کی ہر طرح مدد کریں گے۔ ہم گوش برآواز اور ہر وقت ہمہ تن مستعد ہیں کہ قبلۂ اوّل کو یہودیوں سے آزاد کرائیں۔ ہمارا

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

مجلسِ ذکر

۵ ربیع الاوّل ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۲ رمئی ۱۹۶۹ء

اولیائے کرام کی عظمت

از حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم مرتبہ محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : اَمَّا بَعْدُ :-
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ : بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُکُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ فَھِیَ کَالْحِجَارَۃِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَۃً ط وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَۃِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْہُ الْاَنْھٰرُ وَ اِنَّ مِنْھَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْہُ الْمَآءُ ط وَ اِنَّ مِنْھَا لَمَا یَھْبِطُ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ۔ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ٥

ترجمہ: پھر اس کے بعد تمہارے دل پتھر کی مانند بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے حالانکہ بعض وہ پتھر ہوتے ہیں جن سے نہریں بہہ نکلتی ہیں ۔ وہ بھی ہیں جو پھٹتے ہیں اور ان سے پانی نکلتا ہے اور ان میں وہ بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں، اور اللہ تمہارے کام سے بے خبر نہیں۔

حضرتؒ ان آیات کو پیش کر کے فرمایا کرتے تھے کہ جن اقوام میں ان آیات کی تشریح کے مطابق تین قسم کے افراد جب تک پائے جاتے ہیں وہ اقوام میں عروج و ترقی کے مدارج طے کرتی چلی جاتی ہیں ۔ اور جب ہر سہ اقسام میں سے ایک ایک کر کے افراد عظیمت اور تقویٰ صاحب رشد و ہدایت کاملین اور اور مقربین بارگاہِ الٰہی یکے بعد دیگرے اس دنیا سے کوچ کر جائیں تو پھر وہ قوم زوال و انحطاط کے عمیق گڑھوں میں گر کر فنا کے گھاٹ اتر جاتی ہے۔

چنانچہ اول درجہ پر وہ اکابر اہل علم و معرفت ہوتے ہیں جن کے قلوب میں فیوض و برکاتِ الٰہیہ کے دریا موج زن ہوتے ہیں ۔ اور ان کی مثال بقول حضرتؒ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ہوتی ہے جن سے کروڑوں افراد استفادہ کرتے اور ہدایت یاب ہوتے ہیں ۔ اس زمرے میں اول انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم

اور دوسرے نمبر پر انبیاءِ عظام سے استفادہ کرنے والے اصحاب کرام اور اس کے بعد بلند پایہ اولیاءِ کرام ہوتے ہیں جن سے بعد از انبیاء ہزاروں افراد فیضیاب ہوتے ہیں اور ان سے عام مخلوقِ خدا فائدہ اٹھاتی ہے۔

تیسرے درجے پر وہ افرادِ ملّت ہوتے ہیں جن کے قلوب اپنے خالق سے وابستہ ہوتے ہیں اور ورع و تقویٰ ان کا شعار ہوتا ہے اور خوفِ خدا ان کے رگ و پے میں جاری و ساری رہتا ہے ۔ ان سے اگرچہ مہمّات سر کرنے کی توقع نہ بھی رکھی جا سکے تاہم ان کی صلاحیّت و انقیاد سے سراسر بہتری و بھلائی کی ہی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔

جب تک کسی قوم میں ان ہر سہ اقسام کے افراد یا کسی ایک قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں ۔ وہ قوم زندہ اور تابندہ رہتی ہے اور جب کسی قوم میں سے ان تینوں قسم کے افراد کوچ کر جائیں یا ناپید ہو جائیں تو وہ قوم اپاہج ہو کر اپنی زندگی کی صلاحیتیں کھو بیٹھتی ہے اور نتیجۃً مغلوب ہو جاتی ہے۔

ہر زندگی کی خواہش مند و بامراد قوم کو اپنے اندر مندرجہ بالا افراد، صلحاء (راہ نما) پیدا کرنے چاہئیں اور انہی کی نمائندگی میں دینی و دنیاوی دونو زندگیوں کی منازل کامیابی سے طے ہو سکتی ہیں اس کے برعکس آج بندگانِ حرص و ہوس کی تقلید میں اخلاق و حیا سوز رسوم بڑے طمطراق سے سرانجام پاتی ہیں ۔ اس پہ بھی ستم یہ کہ اسے عین سعادت، عقیدت بلکہ عبادت تصوّر کیا جاتا ہے۔

حضرت ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر

ہند و پاکستان میں بہت سے صوفیہ اہل اللہ ہوئے ہیں جو ظاہر کے بھی عالم کامل تھے اور باطن کے بھی کاملِ اکمل تھے ۔ جیسا کہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، آپ بہت اونچے اولیاءِ کرام میں سے تھے اور صاحبِ کشف و کرامت، صاحبِ رشد و ہدایت، صاحب علم و عمل بزرگ تھے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کفرستان کے اندر شرک و بدعت کے اندھیرے چھائے ہوئے اس وقت اللہ کے دین کو پھیلانا اور سینکڑوں ہزاروں کو اسلام میں داخل کرنا اور ہمارے آپ جیسے بے شمار مسلمانوں کو اپنے رنگ میں رنگ کر کے دکھانا، اللہ والوں کا کمال یہی ہے ۔ وہ ظاہری اور باطنی دونوں علوم کے کامل ہوتے ہیں ۔ جو ان کی صحبت میں بیٹھتا ہے، خود کامل ہو جاتا ہے، ناقص کی صحبت میں بیٹھ کر کامل نہیں ہوا کرتا، کامل کی صحبت میں کامل ہی ہوتا ہے ۔ ایک ہزار سال کے لگ بھگ ہو رہے ہیں کہ ہندوستان میں، پاکستان میں اور اسی سرزمینِ لاہور کے اندر حضرت اسمٰعیلؒ نامی ایک بزرگ گذرے ہیں ۔ جنہوں نے یہاں دین کے ڈنکے بجائے ۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت ہجویریؒ کو یہاں بھجوایا اور پھر ان کے بعد تانتا بندھ گیا ۔ حضرت علی ہجویریؒ دور دراز سے ہوتے ہواتے یہاں پہنچے ۔ ہمیں تاریخ یہی بتاتی ہے کہ یہاں اللہ والوں کے دم قدم سے دین پھیلا اور اسلام اسی کی دعوت دیتا ہے ۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے اہل اللہ کی برکت سے اسلام نصیب فرمایا ۔ وہ واقعی تالیفِ قلب سے، واقعی انشراحِ قلب کے ساتھ، خوب اطمینانِ قلب کے ساتھ، خوب چھان پھٹک کے، خوب ٹھونک بجا کے انہوں نے دیکھ لیا ۔ تب اسلام قبول کیا ۔ یہ ہے اصل فیضانِ اولیائے کرام۔

انسانیت کے سچے خدمت گذار

آخری دور میں حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ دار العلوم دیوبند میں گذرے ہیں ۔ مادر زاد ولی، اللہ کی قدرت ہے کہ اس طرح ان پر ہندو، سکھ، مسلمان پروانہ وار فدا ہوتے تھے ۔ کہ جب کبھی آپؒ شہر سے نکلتے تو بچہ بچہ، گلی گلی، کوچے کوچے، ہندو مسلمان بلا امتیازِ مذہب و ملّت "ابا جی سلام ابا جی سلام" پکار اٹھتے تھے ۔ ہم نے دیکھا ہے ۔ وہاں آپ نے بہت بڑا مہمان خانہ بنوایا ہوا تھا اور اس پر لکھا ہوا تھا "دار المسافرین

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

۶ ربیع الاوّل ۱۳۸۹ ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۶۹ ء

حضور صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم سے الہانہ محبّت و عقیدت

اور

آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنا ہی ایک مسلمان کا مقصودِ حیات ہے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم:
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم:

اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔

ترجمہ: اور بے شک آپ تو بڑے ہی خوش خلق ہیں۔

محترم حضرات! یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ دنیا میں محبت و الفت اس شئے سے کی جاتی ہے جس میں کم از کم دو خوبیاں ضرور ہوں۔ ایک حُسن، دوسرے احسان

حُسن ظاہری اعضاء کے تناسب، دلفریب و دلنشیں شکل و صورت، محاسنِ ذاتی اور خاص کر ان صفات سے متصف ہونے کا نام ہے جو انسان کو حدِ تکمیل تک پہنچا دیں۔

احسان کے معنی ہیں ایصال الخیر الی الغیر، یعنی اجنبی کو اپنے اخلاق اور خوبیوں کے ساتھ گرویدہ بنا لینا۔ باقی جس قدر محاسن کسی میں ہوں اُس کی ذات کے مکمل ہونے کا اعلان ہے۔

ہمارا دعوےٰ ہے اور خداوند قدوس اور اس کی ساری خدائی اس بات پر گواہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات میں ہر خوبی بحدِ کمال موجود تھی۔ خدا کی ساری مخلوق میں آپ کا کوئی شریک و سہیم اور ثانی نہیں۔ آپ دستِ قدرت کا آخری اور اعلیٰ ترین شاہکار ہیں اور آپؐ پر یہ شعر حرف بحرف صادق آتا ہے ؎

رُخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری چشمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

ہمارا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف محامد و محاسن اور خوبیوں کا چشمۂ صافی ہیں، بلکہ تمام حسن کا خاتمہ ہی آپؐ کی ذاتِ گرامی پر ہے ؎

حسنِ یوسفؑ، دمِ عیسیٰؑ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کائنات کا سارا حسن اگر کسی ذاتِ واحد میں جمع تھا تو وہ صرف ہمارے آقائے کریم، سیّدِ دو عالم، سرورِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات تھی ؎

کائناتِ حسن جب پھیلی تو لا محدود تھی
اور جب سمٹی تو تیرا نام ہو کر رہ گئی

محبتِ رسولؐ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ کسی سے محبت، "حسن و احسان" کی خوبیوں کی بناء پر کی جاتی ہے اور یہ خوبیاں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں بدرجۂ اتم موجود تھیں بلکہ دنیا میں ان کا کامل ترین ظہور ہوا ہی آپؐ کے وجودِ گرامی سے ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی ذات کے بعد اگر دنیا میں کسی سے کامل محبت کی جا سکتی ہے تو وہ صرف محمد عربی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات ہو سکتی ہے۔ جن کے لئے فیصلۂ ناطق یہی ہے کہ ؏

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تکمیلِ ایمان و محبت کے بارے میں اپنے امتیوں سے ارشاد فرماتے ہیں:-

لا یکون احدکم مومناً حتیٰ اکون احبّ الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین۔

ترجمہ: نہیں ہوتا کوئی تم میں سے مومن یہاں تک کہ ہو جاؤں میں بہت ہی پیارا اس کی طرف اس کے باپ سے، اس کے بیٹے سے، اور تمام لوگوں سے۔

مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے اسے ان الفاظ میں نظم کیا ہے ؎

حج اچھا، نماز اچھی، روزہ اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

پس دنیا میں ایک انسان کی محبوب سے محبوب ترین متاع اور ہستی اگر مخلوق میں ہو سکتی ہے تو وہ ہمارے آقا و مولا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات ہے ؎

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ است برہانِ محمدؐ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنی عقیدت کے پھول یوں نچھاور فرماتے ہیں ؎

خلقت مبرّاً من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ پیدا کئے گئے ہیں۔ حالانکہ آپؐ بری اور پاک ہیں ہر ایک عیب سے۔ گویا کہ آپؐ پیدا کئے گئے ہیں جیسا آپؐ نے چاہا۔

چودھویں کے چاند سے زیادہ حسین

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چودھویں رات کے چاند میں دیکھا۔ اور آپؐ کے اوپر سرخ رنگ کا حُلّہ تھا۔ پس میں آپؐ کی طرف بھی دیکھتا اور چودھویں کے چاند کی طرف بھی، لیکن بخدا آپؐ مجھے چاند سے حسن و جمال میں کہیں زیادہ حسین معلوم ہوتے تھے۔

احسان مبرہن ایک مرتبہ کا ذکر ہے کفارِ مکّہ کا ایک مجمع جناب ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے عرض کیا کہ آپ کے بھتیجے (محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمارے بتوں کی شان میں گستاخی کی ہے۔ انہیں حاجت روا اور مشکلکشا ماننے سے انکار کیا۔ اور کہا ہے کہ وہ نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان دینے پر قدرت رکھتے ہیں۔ پس آپ یا تو اپنے بھتیجے کو روک لیں یا اس کو ہمارے سپرد کر دیں اور آپ دخل نہ دیں — ابو طالب نے ان لوگوں کو ایک مرتبہ نہایت مدارات اور نرمی کے ساتھ واپس کر دیا لیکن یہ مجمع دوسری مرتبہ پھر حاضر ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکایات پیش کیں۔ جناب ابو طالب نے اس پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھ پر اور اپنی جان پر رحم کر اور مجھ پر وہ بار نہ رکھ جس کے برداشت کی میں طاقت نہیں رکھتا ——— (یعنی صنادیدِ قریش کی مخالفت کی) ——— حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے میرے چچا! اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ میں اور مہتاب کو میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں اور مجھے اس کام کو ترک کرنے کے لئے کہیں تو میں یقیناً باز نہیں آؤں گا جب تک کہ خدا کا دین ظاہر نہ ہو یا میں اس کوشش میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ ع

یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید

حسنؐ، سخاوت، شجاعت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ اُن سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین، سخی اور بہادر تھے۔ ایک دن مدینہ میں ایک کھٹکا رات کے وقت ہوا۔ تو اس کی طرف لوگ گئے۔ دیکھا کہ پہلے ہی سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ادھر سے آ رہے ہیں ——— فرمایا۔ مت ڈرو! میں نے تحقیق کی ہے۔ کوئی خطرہ نہیں۔ آپؐ اُس وقت ابی طلحہؓ کے ایک بے زین گھوڑے پر سوار تھے اور تلوار لگی ہوئی تھی۔

امانت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت تمام عرب لوگ مانتے تھے۔ آپؐ کو امین اور مامون کے نام سے یاد کرتے تھے۔ موافق اور مخالف آپؐ کے وصفِ امانت سے انکار نہیں کر سکتے۔ مکّہ میں عام دستور تھا کہ جس شخص کے پاس کوئی عجیب اور بیش قیمت چیز ہوتی جسے وہ اپنے پاس محفوظ نہ رکھ سکتا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس امانت رکھتا۔ بڑے بڑے مخالف شعراءِ جاہلیت نے آپؐ کے وصفِ امانت سے انکار نہیں کیا۔

حضورؐ کی لطافتِ جسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج میں نفاست اور پاکیزگی اس قدر تھی کہ ہر وقت جسم اطہر سے خوشبوئیں نکلتی تھیں اور عوام کی مشامِ جاں کو معطر کرتی رہتی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص مصافحہ کرتا تھا اس کا ہاتھ دن بھر معطر رہتا تھا۔

حضورؐ کا حلم وصبر حق تعالےٰ شانہٗ نے صبر و حلم حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ طائف میں حضورؐ تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے حضورؐ پر سنگ باری کی، کیچڑ پھینکی، جس سے حضورؐ کا جسم اطہر خون آلود ہو گیا۔ لیکن ان کے حق میں بد دعا نہیں فرمائی۔ فرمایا تو یہی فرمایا "اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون"۔ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ مجھے پہچانتے نہیں۔

اندازہ فرمائیے! بارگاہِ خداوندی میں صرف یہ عرض کر رہے ہیں ——— اے اللہ! میں اس بے ادبی و گستاخی اور دلآزاری کا بدلہ ان سے نہیں چاہتا کیونکہ یہ لوگ مجھے شناخت نہیں کرتے۔ دل کی بصیرت نہیں رکھتے، کبھی تو راہِ راست پر آ جائیں گے۔ ان کو اے میرے پروردگار ہدایت و نیکی کی توفیق عطا فرما۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جنگ احد میں حضورؐ کے زخم لگا اور چہرۂ انور خون سے تر ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ان کفار پر حضرت نوح علیہ السلام کی طرح بد دعا فرمائیے۔ ارشاد فرمایا کہ میں لعنت کرنے کے لئے نہیں آیا بلکہ اللہ تعالےٰ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

حضورؐ کی شرم وحیا حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدسؐ میں پردہ نشین عورتوں اور کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرم و حیا تھی۔ جب کوئی بات بے شرمی کی سنتے تو حضورؐ کا چہرہ فوراً متغیر ہو جاتا تھا۔ جب کوئی شخص حضورؐ سے معافی چاہتا تو شرم سے گردن جھکا لیتے۔

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کبھی کسی کی طرف تیز نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔ حضورؐ اپنی نگاہ ہمیشہ نیچی رکھتے تھے اور جب ہنسی آتی تھی تو مسکراہٹ سے تجاوز نہ کرتی تھی ——— قہقہہ مار کر کبھی نہیں ہنسے۔

الغرض حضرت [illegible] فرمایا واقعی تالیفِ قلب سے، واقعی انشراحِ اور ساتھ، خوب اطمینانِ قلب کے ارتقائے ذہنی و [illegible]، خوب ٹھونک کائنات میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ مخلوق میں آپ بے مثل ہیں اور آپ کی مثال قیامت تک پیدا نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت و عقیدت اور آپؐ کی اطاعت کی سعادت نصیب فرمائے۔ کہ یہی ہمارا مقصودِ زندگی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری بھی یہی ہے:۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

اے میرے پیارے حبیبؐ! لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تعالےٰ تم سے محبّت کرنے لگے گا۔

(باقی ص۱۷ پر)

سیرتِ نبویؐ کے تمدّنی اثرات

جناب سید رشید احمد ارشد ایم اے لیکچرار شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ تمام عالم کے لئے قابلِ تقلید ہے آپ کی حیاتِ مبارکہ از ابتدا تا انتہا ایک کھلی ہوئی کتاب ہے۔ جس کا ہر کوئی مطالعہ کر سکتا ہے اور رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ آپؐ کی زندگی کے کسی دَور کا حال پوشیدہ نہیں ہے بلکہ آپؐ کی سیرتِ مبارکہ کا معمولی سے معمولی واقعہ بھی مستند ذرائع اور عینی شاہدوں کے ذریعے تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے۔ یہ واقعات ہر طبقے کے انسان کے لئے اس کی زندگی کے ہر شعبے میں مشعلِ ہدایت کا کام دے سکتے ہیں۔

آپؐ کی سیرتِ مبارکہ کی یہ خصوصیت بھی قابلِ غور ہے کہ آپؐ نے اپنی تعلیمات کو پیش کرنے سے پہلے خود اُن پر عمل کیا۔ چنانچہ آپؐ کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ آپؐ کی عملی زندگی کا ہر گوشہ نمایاں ہے۔ بلکہ آپؐ کی تعلیمات کی تکمیل اسی وقت ہوتی ہے کہ جب آپؐ کی عملی زندگی سے اس [illegible] سنت الحبیب [illegible] اصطلاح یعنی اجنبی کو اپنے اخلاق اور خوبیوں کے ساتھ گرویدہ بنا لینا [illegible] بہت [illegible] کہی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے آپؐ کے ہر عمل اور ہر فعل کو مکمل تحقیق کے بعد کتبِ احادیث میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ تاکہ اہلِ اسلام بالخصوص اور اہلِ عالم بالعموم آپؐ کی عملی زندگی کو سرچشمۂ ہدایت بنا سکیں۔

کتبِ احادیث، سیرت اور تاریخ کی کتابوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی زندہ جاوید کتاب قرآن کریم سے بھی اخلاق و عادات واضح ہیں۔ جیسا کہ آپؐ نے زوجۂ محترم اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے:

"آپؐ کے اخلاق دکا حال معلوم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ قرآنِ کریم ہے۔"

سیرتِ نبوی کی اہمیّت

سیرتِ نبوی کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے یہ نکتہ قابلِ غور ہے کہ عموماً ایک عظیم شخصیت بیرونی دنیا کو باعظمت نظر آتی ہے، مگر اس کے گھر والے، جو اس کی اندرونی کمزوریوں سے واقف ہوتے ہیں۔ اس کی عظمت کے قائل نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جس قدر کوئی شخص مشہور تر اور عظیم تر ہوگا اسی قدر اس کے اندرونی حالات ناخوشگوار ہوتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ کردار کے دوست دشمن سبھی مدّاح رہے ہیں۔ اسی طرح آپؐ کے گھر والے، عزیز اور رشتے دار آپؐ کی مدح و ثنا میں رطب اللسان ہیں۔ کیونکہ آپ کی خانگی اور نجی زندگی بھی اسی طرح بے داغ اور پاک و صاف ہے جس طرح بیرونی دنیا کے سامنے آپؐ کا کردار عظیم اور پاکیزہ نظر آتا ہے۔

ہمارے اس دعوے کا کھلا ثبوت یہ ہے کہ جب آپؐ کو نبوت عطا ہوئی تو آپ پر سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں آپؐ کی زوجۂ محترمہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ، آپ کے پروردہ چچازاد بھائی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، آپؐ کے متبنّٰی غلام حضرت زید بن حارثہؓ اور آپؐ کے مخلص ترین اور قریبی دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

اس واقعے سے یہ بھی ثابت ہے کہ کہ آپؐ کی سیرتِ مبارکہ اس قدر اعلیٰ و ارفع تھی کہ جو شخص جس قدر آپؐ کے قریب تر ہوتا تھا۔ اسی قدر وہ آپؐ کی عظیم ترین شخصیت سے زیادہ واقف ہو کر آپؐ پر جلد ایمان لاتا تھا، کیونکہ وہ آپؐ کی پاکیزہ شخصیت سے بے حد متاثر ہوتا تھا۔

بیوی سے بڑھ کر کوئی فرد اپنے شوہر کی اندرونی کمزوریوں سے واقف نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر آپؐ کے کردار میں ذرا بھی کوئی بات ہوتی تو آپؐ کی ازواجِ مطہرات میں سے کوئی اس کا تذکرہ کرتیں۔ اس کے علاوہ قبیلہ قریش اور کفارِ مکّہ آپؐ کے جانی دشمن تھے اور ساری عمر وہ آپؐ سے برسرِ پیکار رہے، وہ بھی آپؐ کی اخلاقی کمزوری کا کھوج لگانے اور اُسے دنیا کے سامنے اپنی دشمنی کا انتقام لینے کے لئے نمایاں کرتے، مگر کسی تاریخی روایت سے ایسا کوئی واقعہ مذکور نہیں ہے۔ اس کے برعکس ازواجِ مطہرات نے آپؐ کے جو گھریلو واقعات بیان کئے ہیں، ان سے آپؐ کی عظمتِ کردار اور زیادہ نمایاں ہوتی ہے، نیز آپؐ کے دشمن ابوسفیان نے ہرقل کے آپؐ کے بارے میں جو گفتگو کی تھی، اس سے بھی آپؐ کے اعلیٰ کردار کا ثبوت ملتا ہے۔

کامل شخصیّت

عالمِ انسانیت کے لئے سیرتِ نبوی کا مطالعہ اس لئے اہم ہے کہ آپؐ کی عظیم ترین شخصیّت جامع الکمالات تھی۔ آپؐ کی حیاتِ مبارکہ کا ہر دَور، ہر عمر اور ہر طبقے کے لئے مشعلِ ہدایت ہے۔ بچے، جوان، بوڑھے، مرد و زن سبھی اس سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں، مثلاً آپؐ کے بچپن کا ابتدائی دَور ہمارے بچوں اور نوعمروں کے لئے سبق آموز ہے، وہ آپؐ کے ابتدائی دَور سے یہ رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں کہ ناسازگار ماحول کے باوجود ایک صداقت شعار بچّہ اپنے عزم و استقلال کی بدولت اپنے اعلیٰ اخلاق اور پاکیزہ اصول کو برقرار رکھ سکتا ہے اور ہر حالت میں وہ دیانت داری، حق و صداقت، اور شرافت کے اصول کے مطابق اپنی زندگی گذار سکتا ہے، یہاں تک کہ اس کے دشمن اور مخالف افراد بھی اسے "صادق" اور "امین" کا لقب دے کر اسے خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

آگے چل کر بعثت سے پہلے آپؐ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے تجارتی مال کی فروخت میں محنت اور دیانت داری سے کام لیا۔ آپؐ کی اس محنت اور دیانت داری کی بدولت آپؐ کو اس تجارتی کاروبار میں بہت نفع حاصل ہوا۔

آپؐ کا یہ طرزِ عمل ہمارے ان تاجروں کے لئے سبق آموز ہے جو محنت کے بغیر بد دیانتی کے ذریعے جلد مال دار بننا چاہتے ہیں اور جنہوں نے گراں فروشی اور نفع خوری کو کامیابی کا واحد ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔

عزم واستقلال جب آپؐ کو نبوت عطا ہوئی تو آپؐ نے بت پرستوں کے مخالفانہ ماحول میں نہایت جرأت اور دلیری کے ساتھ توحید و رسالت کی تعلیمات کو پیش کیا اور کفارِ مکہ کی انتہائی مخالفتوں اور آزار رسانیوں کے باوجود حق و صداقت سے ذرہ برابر بھی پیچھے نہیں ہٹے، بلکہ نیک مقصد کی خاطر آپؐ نے اور آپ کے ساتھیوں نے ہر قسم کی قربانی پیش کی۔ یہ واقعات ایسے ہیں جو ہمارے مبلغین، معلمین اخلاق اور سماجی کارکنوں کے لئے قابلِ عمل نمونہ بن سکتے ہیں۔

نظامِ حکمرانی مدنی زندگی میں آپؐ نے اسلامی نظم و نسق کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ اس دور میں آپؐ نے مدینے کے یہودیوں کے ساتھ بین الاقوامی اصولوں کے مطابق صلح و امن کے ساتھ باہم زندگی گزارنے کا ایک معاہدہ کیا۔ اس کے بعد یہودی اپنے معاہدے پر قائم نہیں رہے اور وہ آپؐ کے دشمنوں سے مل گئے تو آپؐ نے صلح و جنگ کے اعلیٰ اصول قائم کئے اور اس کے مطابق عمل کیا۔ یہ تعلیمات اور اصول ایسے ہیں، جو آج بھی موجودہ قوموں کی مشکلات کا خاتمہ کر سکتے ہیں بلکہ آپؐ جس سیاست اور حکمتِ عملی پر کاربند رہے، اس کے بنیادی اصول آج بھی اسی طرح قابلِ عمل ہیں۔ جس طرح وہ دورِ نبوی اور مسلمانوں کے ابتدائی دور میں عملی طور پر کامیاب ثابت ہوئے تھے۔

اس مختصر مقالے میں سیرتِ نبوی کے ہر گوشے کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے آپؐ کی سیرت کے ہر گوشے کو بیان کرنے کے لئے ایک دفتر درکار ہوگا اسی لئے ہم موجودہ حالات میں آپؐ کے نظامِ حکمرانی کے چند واقعات اور چند اصولوں کو تحریر کرتے ہیں۔

حکام کا تقرر جب اسلامی حکومت مدینہ منورہ اور اس کے آس پاس کے علاقے تک محدود تھی تو اس وقت تمام انتظامی امور کے نگران آپؐ تھے۔ فتح مکہ کے بعد رفتہ رفتہ تمام اہلِ عرب مسلمان ہو گئے تھے اس وقت ملکی ضروریات کی وجہ سے آپؐ نے حکام کا تقرر کیا اور دُور دراز کے علاقوں کو مختلف حصوں میں تقسیم کرکے ان کے لئے الگ الگ حاکم مقرر کئے۔ چنانچہ اسلامی تاریخوں میں مکہ معظمہ، عمان، بحرین، تیماء اور یمن کے مختلف حصوں کے لئے جداگانہ حکام کے نام مذکور ہیں۔

اس زمانے میں یمن جزیرۂ عرب میں سب سے زیادہ آباد اور وسیع علاقہ تھا۔ اس کا قدیم تہذیب ... تمدن مشہور ... تھا، تجارتی ... شاہراہ ... ہونے ... کی وجہ ... سے اس کا ... کاروبار ترقی پذیر ... تجارتی ... تھا۔ زراعت اور صنعت و حرفت کے لحاظ سے بھی اس کی اہمیت تھی۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے علاقے کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا۔ اور ہر ایک حصے کے لئے جداگانہ امیر (حاکم) مقرر کیا۔

تقرر کا معیار حکام کے تقرر کے سلسلے میں آپؐ اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ یا تو وہ اس علاقے کا سابق حاکم ہو یا وہاں کا باشندہ ہو۔ وہ اسلامی اصولوں کے مطابق مکمل دیانت دار ہو اور خوش اخلاق بھی ہو، مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ وہ انتظامی امور کی صلاحیت رکھتا ہو۔

آپؐ حکام کے تقرر کے لئے مذکورۂ بالا صلاحیتوں کو پیشِ نظر رکھتے تھے۔ حاکم کا خالص عربی النسل ہونا آپؐ کے نزدیک ضروری نہیں تھا۔ اور اس سلسلے میں آپؐ عرب یا عجم کا امتیاز روا نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے شاہانِ عجم میں سے بہرام گور کے خاندان کے ایک شخص باذان بن ساسان کو مسلمان ہونے کے بعد یمن جیسے اہم علاقے کا گورنر مقرر کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ پہلے یمن کے حکمران رہ چکے تھے۔ اس لئے انہیں وہاں کے انتظامی امور کا تجربہ حاصل تھا۔ اسی انتظامی صلاحیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے باذان کی وفات کے بعد آپؐ نے ان کے فرزند شہر بن باذان کو یمن کے علاقے صنعا کا حاکم مقرر کیا۔

حکام کے فرائض آپؐ کا ایک خاص اصول یہ بھی تھا کہ آپؐ جب کسی مہاجر مسلمان کو کسی علاقے کا حاکم مقرر کرتے تھے تو اس کے ساتھ ساتھ ایک انصاری کا تقرر بھی فرماتے تھے۔ یہ مسلم حکام ملک کا انتظام کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ بھی کرتے تھے اور خراج بھی وصول کرتے تھے۔ علاوہ ازیں ان حکام کا سب سے مقدم فریضہ اسلام کی اشاعت و تبلیغ اور اسلامی احکام کی تعلیم و تدریس بھی تھا۔ چنانچہ جب آپؐ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کے ایک حصے کا قاضی بنا کر بھیجا۔ تو جس طرح آپؐ نے ملکی مصالح کے بارے میں ان کو بیش قیمت ہدایات دیں اسی طرح انہیں یہ حکم بھی دیا کہ وہ قرآن کریم اور اسلامی قوانین کی تعلیم دیں۔

ان کے ذمے یہ فرض بھی عائد تھا کہ وہ یمن میں صدقات کے محصلین سے صدقات وصول کریں اور انہیں جمع کرکے مرکز کو روانہ کریں۔

آپؐ نے حضرت معاذ بن جبل کو یہ ہدایات بھی ارشاد فرمائیں:۔

"تم انہیں سمجھاؤ کہ خدا نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے، جو ان کے امراء سے وصول کرکے غرباء پر تقسیم کیا جائے گا۔ اگر وہ اس کو تسلیم کر لیں تو (ان سے صدقے کے مال کو وصول کرتے وقت) ان کا بہترین مال حاصل کرنے

بارانِ رحمت

علامہ شبیر احمد عثمانی

سے پرہیز کرو (اس معاملے میں) مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہو۔ کیونکہ اس کی (بد دعا) اور خدا کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے۔"

چونکہ حضرت معاذ بن جبل کو ایک مہذب و متمدن علاقے میں قاضی بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اس لئے وہاں کی مقامی ضروریات اور بدلتے ہوئے حالات کے پیشِ نظر آپؐ نے انہیں اجتہاد کرنے کے اختیارات بھی دیئے تھے۔ چنانچہ سنن ترمذی میں یہ حدیث مذکور ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب (حضرت) معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا تو آپؐ نے فرمایا:

"تم کس (بنیاد) پر (مقدمات) کا فیصلہ کروگے؟"

انہوں نے کہا "کتاب اللہ (قرآن مجید) سے"

آپ نے فرمایا "اگر تم کو وہ فیصلہ اس میں نہ ملے؟"

انہوں نے کہا "سنتِ رسول سے!"

آپؐ نے فرمایا۔ اگر (سنتِ رسولؐ اور احادیث سے) یہ (ہدایت) نہ ملے؟"

اس پر انہوں نے کہا۔ "اس وقت میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔"

اس پر آپؐ نے فرمایا۔

"اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے رسول کے قاصد کو وہ توفیق دی جسے اس کا رسول پسند کرتا ہے۔

خوش اخلاقی کی ہدایت

آپؐ اپنے حکام کو خوش اخلاقی اور نرمی کی ہدایت فرماتے تھے۔ اور انہیں رعایا پر تشدد اور ظلم کرنے سے روکتے تھے۔ چنانچہ جب آپؐ نے ایک صحابی کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا حاکم بنا کر روانہ کیا تو سب سے پہلے ان دونوں کو یہ نصیحت فرمائی:

"تم دونوں (لوگوں کے لئے) سہولت فراہم کرو۔ اور مشکلات نہ پیدا کرو (لوگوں کو اچھے کاموں کی) بشارت دو (ان کو) دہشت زدہ نہ کرو۔ اتفاق باہمی سے رہو، اختلافات پیدا نہ کرو۔ (صحیح مسلم

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۶۳ ۔ کتاب الایمان)

اس کے بعد جب حضرت معاذ بن جبل رکاب میں پاؤں ڈال چکے اور گھوڑے پر سوار ہوگئے تو چلتے وقت آپؐ نے انہیں یہ ہدایت فرمائی:

"لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آیئے۔"

تشدد کی ممانعت

آپؐ اپنے حکام اور عام مسلمانوں کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنے ماتحت ملازموں اور رعایا پر سختی نہ کیا کریں۔ بلکہ حکومت کے ٹیکس اور واجبات کو بھی تشدد کے ذریعے وصول نہ کریں۔ اور جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہے، آپؐ انہیں ہر حالت میں نرمی، خوش اخلاقی اور سہولت کا رویہ اختیار کرنے کی تاکید فرماتے تھے [illegible] تشدد اور مظالم سے [illegible] روکتے تھے۔

آپؐ [illegible] قطعی [illegible] حکم [illegible] تھا کہ غیر مسلم رعایا سے [illegible] بھی جزیہ وصول کرنے میں تشدد نہ کیا جائے بلکہ انہیں بھی جزیہ کی رقم اور دیگر واجبات کے ادا کرنے میں ہر ممکن سہولت بہم پہنچائی جائے۔ اس سلسلے میں صحیح مسلم میں ہشام بن حکیم بن حزام کی ایک حدیث مذکور ہے جس میں فرماتے ہیں "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے:

"اللہ ان لوگوں کو عذاب دے گا۔ جو دنیا میں (لوگوں کو) عذاب دیتے ہیں۔"

محصلین اور عمال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام حکومت زیادہ وسیع نہیں تھا۔ کیونکہ اسلامی مملکت کی حدود صرف آپؐ کے آخری زمانے میں کسی قدر وسیع ہوئی تھیں دیگر ممالک کی فتوحات آپؐ کے بعد ہوئیں

تاہم آخر زمانے میں آپؐ نے مسلم اور غیر مسلم رعایا کی سہولت کے لئے جو عمدہ انتظامات کئے تھے وہ بعد کے مسلم خلفاء کے لئے مشعلِ ہدایت بنے۔

دیگر انتظامات کے ساتھ ساتھ آپؐ نے یکم محرم ۹ھ سے صدقہ، زکوٰۃ، جزیہ اور خراج وصول کرنے کے لئے ہر قبیلے کے الگ الگ محصلین مقرر فرماتے جو مختلف قبائل میں گشت کر کے صدقات و خراج جمع کرتے تھے۔ وصول کرنے کے بعد وہ تمام رقم آپؐ کی خدمت میں بھیجی جاتی تھی۔ بالعموم قبیلوں کے سردار اپنے قبیلوں کے محصل ہوتے تھے اور ان کا تقرر عارضی طور پر ہوتا تھا۔

محصلین کو ہدایت

زکوٰۃ اور خراج وصول کرنے کے سلسلے میں محصلین آپؐ کی ہدایات کے مطابق وہ رقم وصول کرتے تھے۔ آپؐ نے پہلے ہی سے زکوٰۃ وغیرہ کی مقدار اور ان کے شرائط کا باضابطہ تعین کر رکھا تھا۔ اس لئے وہ ان احکام و قوانین پر عمل کرتے تھے۔

آپؐ نے مویشی پر بھی زکوٰۃ مقرر کی تھی اور محصلین، لوگوں کے گھروں پر جا کر مویشیوں کی زکوٰۃ مویشی کی جنس میں لیتے تھے اس لئے انہیں آپؐ نے یہ ہدایت فرمائی تھی کہ وہ مویشیوں یا دوسری اجناس میں سے سرکاری زکوٰۃ چھانٹ کر نہ وصول کریں اور ایسا عمدہ مال لینے کی کوشش نہ کریں جس سے عوام کو نقصان یا تکلیف پہنچے بلکہ اوسط درجے کا مال وصول کریں۔

ان محصلین کے لئے یہ قطعی ممانعت تھی کہ وہ رعایا سے اپنے سرکاری فرائض انجام دینے کے زمانے میں کسی شکل میں لوگوں سے تحفہ یا نذرانہ وصول نہ کریں۔ اس معاملے میں سختی کے ساتھ ان سے بازپرس ہوتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ان سے محاسبہ فرماتے تھے۔

نذرانے کی ممانعت

ایک بار آپؐ نے ابن اللتبیہ نامی ایک شخص کو صدقہ وصول کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جب وہ واپس آئے اور آپؐ نے ان سے محاسبہ کیا، تو انہوں نے کہا:

"یہ آپؐ کا مال ہے اور یہ مجھے

ربیع الاول

[illegible]

علامہ شبلی نعمانی

تحفے میں ملا ہے"۔

یہ سن کر آپؐ نے فرمایا "اگر یہ بات ہے تو تم کو گھر بیٹھے یہ تحفہ کیوں نہیں ملا؟"

آپؐ کا اس ارشاد سے یہ منشاء تھا کہ جس کسی عامل کو سرکاری حیثیت سے کوئی ہدیہ یا نذرانہ دیا جائے تو وہ بھی ایک قسم کی رشوت ہے۔اس لئے سرکاری عہدے پر رہتے ہوتے اس قسم کا تحفہ یا ہدیہ قبول نہیں کرنا چاہئے۔

یہ معاملہ آپؐ کے نزدیک اس قدر اہم تھا کہ آپؐ نے فوراً مسلمانوں کا ایک جلسہ طلب کیا اور لوگوں کو اس قسم کا رویّہ اختیار کرنے سے منع فرمایا۔

خویش پروری کا خاتمہ آپ نے اقرباپروری کا خاتمہ کرنے کے لئے اپنے خاندان اور خاندان بنوہاشم پر صدقہ لینا حرام کر دیا تھا۔وہ نہ صرف صدقے کی کوئی چیز نہیں کھا سکتے تھے بلکہ آپؐ انہیں صدقہ اور خیرات کے عامل اور محصّل کی حیثیت سے بھی مقرر نہیں فرماتے تھے۔کیونکہ صدقے کی تنخواہ اسی مد سے ادا ہوتی تھی۔اس لئے ان کا تقرر ممکن نہیں تھا۔

آپؐ نے یہ اصول اس لئے مقرر فرمایا تھا کہ آپؐ نہیں چاہتے تھے کہ خاندانِ نبوّت کے افراد اپنے اس تعلق سے ناجائز فائدہ اٹھائیں اور ان میں مذہبی تقدس قائم کر کے مفت خوری کی عادت نہ پیدا ہو۔اس طرح دیگر مسلم حکّام اور خلفاء کو بھی یہ نصیحت حاصل ہو کہ وہ بھی اپنے رشتہ داروں کو ناجائز فائدہ حاصل کرنے کی اجازت نہ دیں۔

درخواست کی ممانعت حکّام کے تقرر اور انتخاب میں آپ کا یہ اصول بھی مقرر تھا کہ جو لوگ سرکاری خدمت کے لئے خود درخواست پیش کرتے تھے۔انہیں حکومت کے کسی عہدے پر آپؐ مقرر نہ فرماتے تھے۔ اس قسم کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ دو شخص آپؐ کے پاس آئے۔انہوں نے عامل بننے کی خواہش کا اظہار کیا۔آپؐ نے ان دونوں کی درخواست نامنظور کر دی اور فرمایا:۔

"جو لوگ خود (کسی سرکاری عہدے کی) خواہش کرتے ہیں، ہم ان کو عامل

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

النبی الخاتم صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ مناظر احسن گیلانیؒ

پھر کیا مدینہ میں جو پایۂ تخت قائم ہُوا، وہاں منبر کی جگہ تخت بچھایا گیا۔ وہی منبر ہے، وہی مسجد ہے، وہی جھونپڑے ہیں، وہی چمڑے کا اکھرا گدا ہے۔ نہ حاجب ہیں، نہ دربان ہیں، امیر بھی آتے ہیں اور غریب بھی آتے ہیں، دونوں کے ساتھ ایک معاملہ ہے عجب دربار! سلاطین کہتے ہیں، شاہی دربار تھا، کہ فوج تھی، عَلَم تھا، پولیس تھی، جلّاد تھے، محتسب تھے، گورنر تھے، کلکٹر تھے، منصف تھے، ضبط تھا، قانون تھا۔

مولوی کہتے ہیں، مدرسہ تھا، کہ درس تھا، وعظ تھا، افتاء تھا، قضا تھا، تصنیف تھی، تالیف تھی، محراب تھی، منبر تھا۔

صوفی کہتے ہیں، خانقاہ تھی، کہ دعا تھی، جھاڑ تھا، پھونک تھا، وِرد تھا، وظیفہ تھا، ذکر تھا، شغل تھا، تخنث (چلّہ) تھا، گریہ تھا، بکا تھا، وجد تھا، حال تھا، کشف تھا، کرامت تھی، فقر تھا، فاقہ تھا، زہد تھا، قناعت تھی، کنکریاں دی جاتی تھیں، کہ کھارے کنوؤں کا پانی میٹھا ہو جائیگا، بچّوں کے سر پر ہاتھ پھیرا جاتا ہے، جس کو کہہ دیا جاتا ہے پورا ہو جاتا ہے۔

مگر سچ تو یہ ہے کہ وہ سب کچھ تھا، اس لئے کہ وہ سب کے لئے آیا تھا۔ آئندہ جس کسی کو چلنا تھا، جہاں کہیں چلنا تھا، جس زمانے میں چلنا تھا، اسی روشنی میں چلنا تھا۔

یہ تو عرب کے لئے ہُوا، عرب ہی کے اندر دیکھو کہ عرب کے باہر کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ اسی دس سال کے عرصے میں مشرق کی سب سے بڑی قوت "پرشین امپائر" اور مغرب کی سب سے بڑی طاقت "رومن امپائر" کے ساتھ اطراف و جوانب کے سلاطین کو بھی چونکا دیا جاتا ہے

کہ وقت سے پہلے جاگ جاؤ، ... اس نے پایا، جو سویا اس نے ... کسریٰ نے خط پھاڑا، اس کا ... پھاڑ دیا گیا، "قیصر" بھی پھاڑ ... اور خدا کرتا کہ پھاڑ دیتا تو وُ ... پھٹ جاتا۔ لیکن معاملہ کو ملتوی ... اس نے اپنی قوم اور اپنے ملک ... موت کو ملتوی کرا لیا

اتنا ملتوی کیا کہ گویا وہ فوج ... تک واپس نہیں ہوئی اور خدا ... ہے کہ کب واپس ہو گی، جسے ... کی طرف روانہ کر کے دماغ کے ... عجیب و غریب تجربات دینے و ... وجود پھر "دل" کے حالات میں ... ہو کر اس بستر پر لیٹ گیا ... لیٹنے کے بعد پھر اُٹھنے کی ضرو ... نہیں رہتی ہے۔ اللّٰھم صلّ علیہ

دیکھنے والوں نے دیکھا تھا ... بستر پہ لیٹنے کی جو آخری رات ... کے روشن کرنے والے چراغ میں ... کسی غریب پڑوسی سے قرض کر ... تھا، اور جو چادر اس وقت مر ... کے مریض پر پڑی ہوئی تھی، ... کو دیکھا گیا تو صرف پھٹا ہوا ... سیاہ کمبل تھا، جس کے اوپر ... لگے ہوئے تھے۔ اس کی زرہ تیر ... جَو پر ایک یہودی ساہوکار کے ...

جاننے کے بعد نہ ماننے کے ... جھوٹ کے بلوں میں پناہ پکڑ ... سوجھ رہا ہے، دیکھ رہے ہو ... بستر پہ لیٹا ہوا ہے۔ انصاف ... کیا یہی ملک کا وہ فقیر ہے جس ... متعلق تمہاری گندی زبانوں نے ... مچایا کہ وہ مدینہ کا بادشاہ ... اور کیا آج ہی اس کا یہ ... دس سال کی اس مدت میں کہ ... اس کے گھر سے روز دھواں ... دیکھا؟ ایسے بادشاہ کس دن ... گذرے ہیں جن کے منہ کو ...

(باقی ...

دل کی صفائی کیلئے ذکرِ الٰہی ضروری ہے

جامعہ مدنیہ لاہور میں منعقدہ مجلس ذکر میں مولانا محمد ظہور الحق مدظلہ استاذ جامعہ مدنیہ کا خطاب

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم؛
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (پ۲۸ ک۱۴)

حاضرینِ کرام! خیال تھا کسی دوسرے عنوان کے بیان کرنے گا۔ مگر حضرت مہتمم صاحب مدظلہ فرما گئے ہیں — کہ مجلس ذکر کے فضائل کے بارے میں کچھ بیان کر دیں۔ چنانچہ اب اسی کے متعلق بیان ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اعضاء میں جو جو قوتیں ودیعت کی ہیں۔ اگر وہ قوتیں کسی وجہ سے صحیح طرح کام انجام نہ دے سکیں تو نتیجہ بہت خراب ہوتا ہے۔ انسان سراسر نقصان اور خسارے میں رہتا ہے۔ تاوقتیکہ ان کا علاج نہ کیا جائے۔ مثلاً خالقِ کائنات نے آنکھوں میں دیکھنے کی قدرت رکھی ہے۔ یہ قوت جب کمزور ہو جاتی ہے تو انسان کو چیزیں کم نظر آتی ہیں۔ بعض دفعہ ایک ہی چیز ہوتی ہے مگر اس قوت کی خرابی کے باعث دو نظر آتی ہیں، یہ قوت جب بالکل ختم ہو جاتی ہے تو انسان کو سرے سے کوئی چیز نظر ہی نہیں آتی۔ گویا قوت میں جتنی خرابی ہوتی ہے اتنا ہی اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کان میں سننے اور زبان میں چکھنے وغیرہ کی قوت رکھی ہے۔ تو یہ قوتیں اگر صحیح سالم اور تندرست ہوں تو بہتر۔ ورنہ ان سے وہ فوائد حاصل نہیں کئے جا سکتے جن کے لئے ان قوتوں کو ان اعضاء کے سپرد کیا گیا ہے۔ ایسا ہی قدرت نے قلب (دل) میں بھی ایک قوت رکھی ہے۔ جس کے ذریعہ انسان نیکی و بدی، اچھائی برائی، کفر و ایمان، شرک و توحید میں امتیاز کرتا ہے۔ یہ قوت

بھی جس قدر سالم و صحیح ہوتی ہے اور روگ و بیماری سے جتنی محفوظ ہوتی ہے، اتنی ہی انسان نیکی و بدی میں جلد امتیاز کر لیتا ہے۔ اور اگر دل کی یہ قوت بیمار اور ضعیف ہو جائے تو انسان نیکی و بدی میں جلد تمیز نہیں کر سکتا۔ اسے برائی اور اچھائی میں فرق معلوم نہیں ہوتا۔ جیسے وہ شخص جس کی زبان بیماری کے سبب کڑوی اور میٹھی شئے میں امتیاز کرنے سے عاجز ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی بیمار دل والا انسان نیکی و بدی میں فرق کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ اور یہ قوتِ امتیاز جب بالکل سلب ہو جاتی ہے تو انسان کفر و ایمان تک میں تمیز نہیں کرنے پاتا۔ بلکہ بسا اوقات اُسے برائیاں بھی اچھائیاں نظر آنے لگتی ہیں۔ وہ بدکرداری کو بھی اچھا گرداننے لگتا ہے۔ کفر و شرک کو ایمان پر ترجیح دیتا ہے۔ جیسے فرعون کے متعلق قرآن کریم میں ہے کہ وَکَذٰلِکَ زُیِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِیْلِ۔ یعنی فرعون کو اس کے بُرے اور قبیح کام اچھے معلوم ہو رہے تھے اُسے اپنی بدکرداری کا بالکل احساس نہ تھا۔ وَصُدَّ عَنِ السَّبِیْلِ اور وہ راہِ راست سے روک دیا گیا تھا۔ تو فرعون کے دل کی وہ قوت ختم ہو چکی تھی جس سے اچھائی اور برائی میں تمیز کی جاتی ہے۔ اس لئے وہ اپنی بدکرداری پر ڈٹا رہا اور راہِ حق پر نہ آ سکا۔

تو یہ قوتِ امتیاز جب سلب ہو جاتی ہے تو انسان ایسے ایسے کام کرنے لگتا ہے کہ آخرکار ہلاکت میں جا پڑتا ہے۔ یہ قوت صحیح ہو تو انسان پناہ میں رہتا ہے۔

فخرِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے کسی نے سوال کیا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ یعنی یہ تو ایک چھپی ہوئی چیز ہے۔ نظر تو آتی نہیں۔ کسی شخص کو یہ کیسے معلوم ہوگا کہ وہ صاحبِ ایمان ہے یا نہیں۔ فرمایا۔ جب تیری نیکی تجھے خوش اور بدی پریشان اور غمگین کر دے تو سمجھ لے کہ تو ایمان والا ہے۔ گویا دل کی وہ قوت جو حق و باطل میں امتیاز کر سکتی ہے اگر سالم ہو تو جان جاؤ کہ تم مسلمان ہو ———

یاد رکھیں کہ وہ انسان جس کے دل کی یہ قوت صحیح ہو اور وہ کہ جس کے دل کی یہ قوت بیمار ہو، دوسرے لفظوں میں جس کا دل سالم ہو اور جس کا دل مریض ہو دونوں برابر نہیں۔ دونوں میں بڑا فرق ہے۔ قرآن میں ہے اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا۔ یعنی کیا وہ شخص کہ جس کو اس کے بُرے اعمال اچھے نظر آتے ہوں، اپنے بُرے افعال کو اچھا سمجھتا ہو (اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جس میں برائی اور بھلائی کی تمیز ہو) گویا وہ شخص جسے اچھے بُرے کی تمیز نہ ہو کفر و ایمان میں فرق معلوم نہ ہو، جو بڑے سے بڑے گناہ کو بھی گناہ نہ سمجھتا ہو اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جس کو اللہ جل ذکرہٗ نے تمیز کرنے والا قلب بخشا ہو۔ جو اچھے اور بُرے، کفر و ایمان، گناہ و ثواب کی پہچان رکھتا ہو، یہ دو شخص (مریض دل والا اور سلیم دل والا) کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰہِ۔

جن لوگوں کا دل بیمار ہوتا ہے، جن کی قوتِ امتیاز سلب کر دی جاتی ہے وہ زنا، چوری، جھوٹ، تہمت، قتلِ انبیاء اور عبادتِ اصنام ایسے عظیم جرائم کا ارتکاب کرتے رہے ہیں۔ ان میں طرح طرح کی خرابیاں اور برائیاں پائی جاتی ہیں مگر انہیں احساس تک نہیں ہوتا۔ ذٰلِکَ ھُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ۔

مریضِ دل (کفر و ایمان میں تمیز کی قوت نہ رکھنے والا) آخرکار جہنم میں جائے گا۔ اور جس کا دل صحیح ہو، سالم ہو، جس کے دل کی قوتِ تمیز بیمار نہ ہو وہ ہی فلاح و نجات پائے گا۔ یہی صحیح و سالم دل قیامت کے روز کام آئے گا۔ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ جس روز کہ نہ مال و دولت

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درس قرآن

منعقدہ ۱۷ دسمبر ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(سورۂ ہود)

برادران! اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ:
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:-
اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ ۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ صدق اللہ العلی العظیم۔

میرے بزرگو اور میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ کا بے انتہا احسان ہے کہ آج ایسے بابرکت مہینے میں اس نے مجھے اور آپ کو قرآن مجید سننے اور سنانے کے لئے جمع کیا ہے۔ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ رمضان میں قرآن مجید نزول ہوا۔ اور یہ مہینہ مغفرتوں کا حصول کا مہینہ ہے۔ آج کل دوسرا عشرہ شروع ہے۔ رمضان المبارک کی چودہ تاریخ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان المبارک کا دوسرا عشرہ شروع ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔ پہلے عشرہ میں انسان کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرماتے ہیں اور دوسرے دس دنوں میں رحمتوں کا نزول اللہ تعالیٰ کی طرف سے شروع ہو جاتا ہے اور تیسرے عشرے میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ ط جہنم سے آزادی کے پروانے ملنے شروع ہو جاتے ہیں۔ تو یہ دوسرا عشرہ ہے اللہ تعالیٰ اس کی برکات سے مجھے اور آپ کو بھی نوازے ــــ تو اس دوسرے عشرے میں قرآن مجید کا یہ درس ہونا بذات خود رحمتوں کا نزول ہے۔ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور رحمۃ للمومنین ہے۔ اور پھر ساتھ ہی پروگرام کے ماتحت انشاءاللہ ابھی درس حدیث بھی ہوگا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اقدس جو رحمۃ للعالمین ہیں، یہ ساری کی ساری ایسی برکات ہیں جو جس کو مل جائیں وہ اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھے اللہ مجھے آپ کو اس سعادت کی جو روحانی برکات ہیں وہ نصیب فرمائے

آج سورت ہود کی چوتھی پانچویں اور چھٹی آیات کی تلاوت کی گئی ہے پہلی آیت گرامیہ میں رب العالمین نے اپنے بندوں سے خطاب فرمایا ــــ لَا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ط اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور پھر ساتھ ہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے ساتھ ساتھ، اللہ سے اپنے پہلے گناہوں کی معافیاں چاہو، مغفرت کی طرف لوٹو اور رب العالمین کی طرف قدم اٹھاؤ، اللہ تمہاری زندگی کو بہتر فرما دیں گے اور تمہاری قیامت کو بھی بہتر فرما دیں گے۔

آیت نمبر ۴ میں ارشاد فرمایا کہ تم ان باتوں کو معمولی مت سمجھو۔ تمہارا اگر یہ خیال ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی باتوں کو اگر ٹال دیں گے یا اس طرف توجہ نہ کریں گے تو ہمارا کیا بگڑ جائے گا۔ فرمایا۔ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ تمہارا لوٹنا انجام کار اللہ کی طرف ہے دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں جو اپنے وجود کو باقی رکھ سکے۔ ہر انسان خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو، کائنات کا ذرّہ ذرّہ، یہ ساری کائنات میرے بزرگو! ارض و سما، شمس و قمر، جو کچھ ہم دیکھتے ہیں یا ہمیں نظر نہیں آتیں۔ بڑی سے بڑی طاقتیں، بڑے سے بڑے پہاڑ، بڑے سے بڑے دریا اور سمندر یہ سارے کے سارے حکم الٰہی کے منتظر اور حکم الٰہی کے تابع ہیں۔ اللہ جو کچھ چاہیں وہ کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو کوئی روکنے والا نہیں ــــ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ (الرعد ۴۱) اللہ کے حکموں پر کسی کی کوئی اپیل نہیں، نالش نہیں، جو اللہ تعالیٰ چاہیں کر لیتے ہیں۔

تو فرمایا۔ میری بہت بڑی طاقت ہے۔ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ۔ انجام کار تم سب نے اللہ ہی کی طرف آنا ہے۔ جب تم یہ جانتے ہو کہ انجام تمہارا یہی ہے کہ تم اللہ کے حضور پیش ہوگے تو اس وقت سے پہلے ہی کیوں نہ اپنے آپ کو اللہ کے سامنے پیش کر دو۔ اپنا تعلق خداوندِ قدوس کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کرو۔ تاکہ جب تمہاری ملاقات اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو، اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا حساب و کتاب پوچھیں، تمہاری زندگی کے ادوار کے متعلق، حالات کے متعلق تمہارے اعمال کا محاسبہ شروع ہو تو اس سے پہلے تم نے جب خداوند تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کیا ہوگا تو یہ تعلق تمہیں وہاں پر کام آئے گا ــ

میرے بھائیو! یہ جو ہماری عبادات ہیں یہ تعلق جوڑنے کے لئے ہیں ــ گذشتہ درس میں اور اس سے پہلے بھی میں عرض کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کریمی کے ساتھ، اپنی رحیمی کے ساتھ ہم جیسے گنہگاروں کو، بڑے بڑے مجرموں کو اپنے ساتھ جوڑنے کے لئے ہدایات بھیجی ہیں۔ قرآن مجید جوڑنے کے لئے آیا ہے، توڑنے کے لئے نہیں آیا اس لئے سارے انسانوں کو بھی دعوت دی۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ۔ اے لوگو! اہلِ کتاب کو فرمایا یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ۔ کافروں کے متعلق بھی خطاب فرمایا۔ کس لئے؟ کہ کسی بھی حالت میں تم کیوں نہیں ہو، تم اگر میری طرف لوٹو گے تو میں تم کو قبول کر لوں گا۔ اس لئے توبہ موت تک قبول ہوتی ہے

علم کلام کا مسئلہ ہے اور قرآن مجید میں بھی فرمایا کہ جب تک انسان کو اپنی موت کا یقین نہ ہو جائے، حالات بدل نہ جائیں، زندگی سے مایوسی نہ ہو جائے، عذاب کا مشاہدہ نہ شروع ہو جائے، اس وقت تک بندہ اگر

توبہ کرے، اللہ اس کی توبہ قبول
کرتے ہیں۔ کفر جیسی چیز کو معاف
کرتے ہیں، شرک کو معاف کرتے ہیں
انسان کی زندگی جب تک باقی ہے
اس کو اپنی زندگی پر ناز اور گھمنڈ
ہے، اس وقت اگر خدا کی طرف
رجوع کرے گا تو وہ اللہ کا بہت
ہی مقرب اور قریب ہو جائے گا۔
اسی لئے میرے بزرگو! اللہ نے یہ
ایسا نظام عبادت کا بنا دیا کہ بندہ
خداوند تعالیٰ سے ٹوٹتے نہیں بلکہ
اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑا جاتا ہے (باقی آئندہ)

بقیہ: سیرت نبوی کے تمدنی اثرات

مقرر نہیں کرتے ہیں"۔
اس وقت حضرت ابو موسیٰ اشعری
نے اس قسم کی کوئی درخواست نہیں کی
تھی۔ اس لئے آپ نے انہیں بلا درخواست
یمن کا حاکم مقرر کر کے وہاں روانہ کیا۔
(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۱۹)

سرکاری ملازمتوں کو بقدر ضرورت
معاوضہ ملتا تھا۔ آپ نے یہ اعلان کر
دیا تھا کہ جو شخص مقررہ تنخواہ سے
زیادہ رقم لے گا وہ مالی خیانت کا مجرم
ہوگا۔ (سنن ابی داؤد ج ۲ باب ارزاق العمال)

مزدوروں سے حسن سلوک

ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلم حکام کو یہ
ہدایت دے رکھی کہ وہ اپنے ماتحتوں
اور غریب رعایا کے ساتھ نرمی اور
خوش اخلاقی کا سلوک کریں۔ اسی سلسلے
میں آپ نے مزدوروں اور محنت کشوں
کے بارے میں خاص ہدایات دی تھیں۔
جن کا ذکر کتب احادیث میں مذکور ہے
ان میں سے آپ کے چند ارشادات کا
خلاصہ یہ ہے:-

۱۔ تم مزدور کی اجرت اس کا پسینہ
خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔

۲۔ اس شخص پر خدا کی لعنت ہو، جو
مزدور کا حق غصب کرے

۳۔ کسی شخص کو ایسا سخت کام
کرنے کا حکم نہ دو جسے تم خود نہ
کر سکو۔ اگر کوئی ایسا کام ہو تو اس
کام میں اس کا ہاتھ بٹاؤ اور اس
سے نرمی کا سلوک کرو۔

۴۔ تم مزدور کو اپنے جیسا انسان سمجھو۔
اس پر اس کی طاقت سے زیادہ کام
کا بوجھ نہ ڈالو۔ اس کی عزت اور عافیت
کا خیال بھی رکھو۔

۵۔ غریبوں کے حق کو پہچانو۔ کیونکہ یہ
تمہارا ہی کام کرتے ہیں۔ خدا اس بندے
کو ہرگز نہیں بخشے گا جس نے کسی مزدور
کا حق مار لیا ہو۔

محنت کی فضیلت ۱۔ مومن کی نشانی یہ
ہے کہ مرتے وقت
بھی اس کی پیشانی محنت کے پسینے سے
تر ہو۔

۲۔ اس بندے پر اللہ کی رحمت ہو،
جو اپنی محنت سے اپنی روزی کماتا ہے۔

جس طرح آپ نے مزدوروں کے
ساتھ حسن سلوک کا کام دیا ہے۔ اسی
طرح مزدوروں کو ان کے فرائض بھی
یاد دلائے ہیں کہ وہ فرض شناسی،
دیانت داری اور محنت سے کام کریں۔

بقیہ: دل کی صفائی کے لئے۔۔۔۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکیزہ زندگیاں ہمارے
سامنے ہیں، وہ دنیا کا کام بھی کرتے
تھے اور ذکر الٰہی بھی۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ
تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ـــ
(صحابہ) ایسے لوگ ہیں کہ جنہیں تجارت اور
بیچنا ذکر الٰہی سے باز نہیں رکھ سکتا۔ وہ
گویا ہر حال میں اللہ کی یاد میں لگے رہتے
ہیں۔ ان کے نقش قدم پر چلنا ہم سب
کے لئے لابدی ہے۔ ان کے طریق پر
زندگی گزارنا انتہائی سعادت و خوش قسمتی ہے
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں صحابہ
کرام کی متابعت نصیب فرمائے۔ ہمیں
توفیق بخشے کہ ہم کثرت سے اُسے یاد
کریں تاکہ ہمیں ہر طرح کے تفکرات اور
جملہ پریشانیوں سے نجات ملے۔ اس کی اور
اس کے محبوب ﷺ کی خوشنودی و رضا
حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی مبارک مجالس
میں جن میں دلوں کے علاج کا سامان
ہو شمولیت کی ہمت دے۔ اراکین مدرسہ
کو بھی پریشانیوں سے چھٹکارا دے۔ خدا
اس مدرسہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی
عطا کرے۔ یہ علم و عرفان کا چشمہ ہمیشہ
جاری رہے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا
يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

بقیہ: النبی الخاتم

بے چھنے آٹے کی روٹی بھی میسر نہ
آئی؟ فقیروں نے بھی کبھی دو دو تین
تین مہینے تک صرف پانی اور خشک
چھواروں پر زندگی گذاری ہے؟ فاقہ مستو
نے بھی کبھی بھوک کی شدت میں پیٹ
پر دو دو پتھر باندھے ہیں؟ بادشاہوں
کی لڑکیوں کے ہاتھ میں پیسنے کا گٹھا
اور گردن میں پانی بھرنے کے نشان دیکھے
گئے؟ ایسی شہزادی زمین کے کس خطہ
میں پائی گئی، جس کو جس کے بچوں کو
دو دو تین تین دن بھوک کی شدت
میں دن کو رات اور رات کو دن
کرنا پڑا ہے؟

بادشاہوں کا قصر کیا اسی کو کہتے
ہیں، جن کے کھجوروں کے پتوں کی
چھت سے بھی آدمی کا سر لگتا ہو۔
"مدینہ" کے بادشاہ کا شاہی محل
تو اس وقت بھی موجود ہے۔ اس کے
طول و عرض کو تو اب بھی ناپ سکتے
ہو، باہر میں اس کے کچھ بھی ہو،
لیکن اندر تو اس کا وہی ہے، جو
پہلے تھا۔

بقیہ : مجلسِ ذکر

والغربا، والمہاجرین" اور اس کے ساتھ چھوٹا سا کمرہ بنوا رکھا تھا۔ جس پر لکھا ہوا تھا "عبادت خانہ"۔ ہمیں اپنے حضرتؒ کا حکم تھا کہ ہر روز حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میاں اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے جایا کرو۔ اسی طرح دور دراز سے ہندو، مسلمان، سکھ آیا کرتے تھے۔ ان کے سارے تعویذات قرآن سے ماخوذ تھے۔ قرآن کے حروف کو، آیات کو، ابجد کے حساب سے ہندسوں میں تبدیل کر رکھا تھا تاکہ بے ادبی نہ ہو۔ کیونکہ ہندوؤں، سکھوں، کفار و مشرکین تک کو بھی تعویذ دینے پڑتے تھے۔ لیکن لوگ آتے ان سے والہانہ محبت رکھتے تھے کہ جس کی حد نہیں ہے۔ اسی طرح جو جو بزرگانِ دین گذر چکے ہیں حضرتِ اجمیریؒ کیا، حضرتِ ہجویریؒ کیا، اُن کے ساتھ کفار و مشرکین تک کو اب تک محبت ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سندھ میں جب بھی کسی کے کھیت میں پہلا پھل آتا تو وہ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا کرتا۔ اگر حضرت امروٹیؒ قبول فرما لیتے تو وہ لوگ سمجھتے اب برکت ہی برکت ہو جائے گی۔ غیر مسلموں یا مسلمانوں کے آپس میں اگر جھگڑے ہوتے تو بعض اوقات ان کی عورتیں حضرت امروٹیؒ کے ہاں آ کر پناہ لیتیں۔ حضرت امروٹیؒ ان کے فیصلے فرماتے اور خود بخود معاملے سلجھ جاتے یہ ہے۔ لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ (البقرہ آیت ۲۵۶) کیونکہ حق بھی اللہ نے واضح کر دیا ہے، باطل بھی واضح کر دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو انسانیت کے سچے خدمت گزار ہیں، اللہ تعالےٰ کے محبوب ہیں، محبوبؐ رب العالمین کے عشاق ہیں۔

حضرت میاں اصغر حسینؒ کی فراخ حوصلگی

آنکھوں دیکھی بات کہتا ہوں، سنی سنائی اور جوش عقیدت کی بات نہیں ہے حقیقت عرض کر رہا ہوں۔ حضرت میاں اصغر حسین صاحبؒ فرماتے تھے ہمارے ہاں مسلمان بھی آتے ہیں، عیسائی بھی آتے ہیں، سکھ بھی آتے ہیں، ہندو بھی آتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے تو مسجد موجود ہے اگر دوسرے مذاہب والوں میں سے کسی کو عبادت کرنے کا شوق ہو تو پھر اُن کے لیے یہاں گوردوارہ یا مندر یا گرجا تو نہیں ہے، لہذا کہاں جائیں گے بچارے اس لئے اُن کے لئے ایک کمرہ الگ مخصوص کر دیا جس کا نام رکھ دیا "عبادت خانہ" جو چاہے اُس میں اپنے طریقے پر عبادت کر سکتا ہے۔ پھر اُن سب کی رہائش کا بھی انتظام کرتے، تعویذ کے لیے ایک دمڑی پائی نہ لیتے، اور اُدھر یہ حال کہ اس قدر عبادت کرتے کہ جس کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں ہے۔ ایسے ایسے واقعات ہیں کہ سنیں تو رونگٹے کھڑے ہو جائیں

حضرت میاں صاحبؒ کی شفقت حضرت لاہوریؒ کے ساتھ

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو آخری زمانے میں بلایا اور تین دن اپنے پاس رکھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تین دن جو میں وہاں رہا ہوں، دن رات ایک لمحہ سویا نہیں، غافل نہیں ہوا، ایک لمحہ بے وضو نہیں ہوا، ایک لمحہ خاموش نہیں ہوا، ذکر میں مسلسل مشغول رہا۔ اور حضرت میاں صاحبؒ آپ جیسے مہمانوں کے آنے سے دل کو راحت ہوتی ہے۔ اور فرمایا کہ اب میں چونکہ میں دنیا سے جا رہا ہوں، جو میرے پاس اللہ نے دے رکھے ہیں کچھ تحفے تحائف، میں چاہتا ہوں وہ ساتھ نہ لے جاؤں بلکہ یہ فیض جاری ہی رہے۔ جو مانگتے ہیں وہ اہل نہیں اور جو اہل ہیں وہ مانگتے نہیں، اس لئے آپ کو لاہور سے بلایا ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے باز پرس نہ ہو، قبر میں ساتھ لے کر نہ چلا جاؤں، لہذا میں آپ کو وہ اذکار، اوراد اور اشغال اور کچھ تھوڑی سی پڑھنے کی چیزیں اور تعویذات دیتا ہوں۔

حضرت میاں صاحبؒ کا استغناء

حضرت میاں صاحبؒ کا کمال یہ تھا۔ کہ جب کسی مسلمان کو کوئی تکلیف ہوتی تو یہی فرمایا کرتے تھے کہ نماز کے بعد اتنی دفعہ یہ پڑھ لینا، فلاں نماز کے وقت یہ پڑھ لینا، آدمی نمازی ہوتا تو تو خیر، نہیں ہوتا۔ تو خواہ مخواہ نمازی بننا پڑتا۔ اور اللہ تعالےٰ راضی ہو جاتے۔ اللہ والے نماز کا پابند کر دیتے ہیں۔ اور اس کے بعد پھر اللہ ہی کا کلام بتائیں گے تو اللہ تعالیٰ راضی نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا؟ راضی ہوگا۔ تو سارے بگڑے کام سیدھے ہو جائیں گے، سنور جائیں گے۔ حدیث پڑھاتے تھے، تفسیر پڑھاتے تھے، بوڑھے ہوگئے تو مدرسے سے استعفےٰ دے دیا۔ مدرسے والوں نے کہا کہ آپ کا مدرسے کا استاذ ہونا ہماری نجات کے لیے ہمارے فیضان کے لیے اور ہم پر اللہ کی رحمتیں ہونے کے لیے ضروری ہے سو آپ کو ہم کبھی جیتے جی مدرسے سے فارغ نہیں کر سکتے کمال دیکھئے کہ جس دن سے گھر بیٹھ کر پڑھایا اس دن سے فرما دیا کہ مجھے تنخواہ نہ دی جائے۔ لیکن مدرسے والوں نے کہا کہ ہم اس لیے دینا چاہتے ہیں کہ آپ کے لینے کی وجہ سے ہمیں برکت حاصل ہوگی اس لیے آپ وصول فرمائیں۔ پھر کمال یہ ہے کہ جو تنخواہ یا معاوضہ یا مشاہرہ لیتے تھے وہ فوراً وصول کرکے، ادھر دستخط کئے اور وہیں طلبہ کے اندر بانٹ دیتے جو اُن کے پاس پڑھنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ اندازہ لگائیے ایک پائی اپنی ذات پر خرچ نہ کرتے تھے اور کھاتے کیا تھے، سحر کے وقت اتنا سا لقمہ کھاتے اور کچھ بھی نہیں کھانا پینا خوراک ہی اُن کی یہ تھی۔

حضرت میاں صاحبؒ کی اس ناچیز پر شفقت

ایک دفعہ لاہور تشریف لا رہے تھے، حضرتؒ نے میرا ذکر فرمایا کہ انور کو خادمانہ طور پر دیوبند سے ساتھ لیتے آئیں۔ حضرت مولانا کریم بخش صاحب نے بلایا تھا جو گورنمنٹ کالج میں پروفیسر تھے۔ وہ سید انور شاہ صاحبؒ کو جانتے تھے یا حضرت میاں صاحبؒ کو ملایا کرتے تھے۔ میاں صاحبؒ نے فرمایا انور ہمارا بچہ ہے ہم ساتھ لے کرکے آ رہے ہیں۔ اس لئے یہ بھی بے فکر رہے، آپ بھی بے فکر رہیں اور ہمارا بھی کام ہو جائے گا حضرتؒ نے فرمایا میں اسی میں خوش ہوں کہ میرا بچہ خادم بن کے ساتھ رہے گا، اُس کی بھی اور میری بھی نجات کا ذریعہ ہوگا لیکن لطف یہ ہے کہ خدمت کے لیے مجھے ہمراہ لے کے آئے اور راستے میں لوٹا خود بھرتے اور میرے وضو کے لئے بھی خود پانی لاتے، راستے میں مجھے شفقت سے بچوں کی طرح فرماتے انور نارنگی کھا لو، کیلا کھا لو! میں انکار کرتا۔ حضرت کوئی ضرورت نہیں مگر زبردستی کھلا دیتے۔ لاہور پہنچنے پر حضرتؒ نے میرا کرایہ پیش کیا تو لینے سے انکار فرما دیا کہ جیسے آپ کا بچہ ہے ویسے ہی ہمارا بچہ ہے۔

اولیاء اللہ کا دامن پاک ہے

اب اندازہ لگائیے ہم نے ایسے اللہ والے

کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے آج کل کے اس فتنہ فساد کے دور کے اندر شعبدہ بازوں کو کیسے ولی اللہ سمجھ بیں؟ ہمارے اکابر نے سچوں اور جھوٹوں کی نشاندہی کر دی تھی، حضرت رحمۃ اللہ نے فرمایا کوئی آسمان سے اُڑتا ہوا آئے ہزاروں مرید پیچھے لگا کر لائے، اگر قرآن و سنت کے خلاف چلتا ہے تو اُس کی طرف نگاہ اٹھا کے دیکھنا حرام ہے بیعت ہو جائے۔ تو توڑنا فرض عین ہے اب آپ حضرت علی ہجویری رح کو دیکھیں، آج مرجع عوام ہیں لیکن وہاں بدعات و خرافات شرکیہ رسوم و رواج، حتیٰ کہ سجدہ تک اللہ کے بندے کرتے ہیں، آپ جا کے آنکھوں سے دیکھ لیں، کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے!! ایک بار حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کا موقع ہوا تو وہاں ہم نے عصر کی نماز پڑھی مجھ سے کسی نے پوچھا کہ کیا یہی بزرگ ہیں جن کی آپ تعریف کرتے ہیں؟ یہاں پر تو سجدے ہوتے ہیں!! میں نے کہا "بھئی! بزرگ تو بے شک بزرگ ہیں، لیکن غیر شرعی افعال کرنے والے خود مجرم ہیں، ان بزرگوں کا اس میں کیا قصور ہے؟" فوراً ہی دل میں اللہ نے ڈالا کہ قرآن میں ارشاد ہے کہ حضرت مسیحؑ اور ان کی والدہ سے قیامت کے دن بازپرس ہوگی کہ کیا تم نے کہا تھا ہماری پوجا پاٹھ کرنا؟ وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ ہم تو تیری ہی عبادت کرتے رہے اور تیری عبادت کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی، بعد میں انہوں نے اگر ایسا کیا ہے تو ہمارے علم میں نہیں ہے، بہر حال یہ تیری مخلوق ہے تو انہیں معاف کر یا سزا دے، ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ اسی طرح اولیائے کرام بھی کہہ دیں گے کہ یا اللہ! ہم نے تیری عبادت کی طرف لوگوں کو بلایا، اب یہ بدبخت جو ہیں اگر انہوں نے ہماری قبروں کو ہی سجدہ گاہ بنا لیا تو ہم ان سے بری الذمہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے جاتے ہوئے آخری ارشاد یہ فرمایا۔ لَعَنَ اللہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِھِمْ مَسَاجِدَ (الحدیث) اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنتیں بھیجیں کہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ لہذا بزرگ تو واقعی بزرگ ہیں اور اُن کا مرتبہ اللہ کی بارگاہ میں یقیناً بلند ہے لیکن اب اُن کی قبور پر جو مجاور بیٹھے ہیں۔ خدا ان کو ہدایت دے، انہوں نے دنیا سازی کے لئے فراڈ کھڑا کر رکھا ہے اور بجائے اس کے کہ وہ ان خرافات و بدعات کو ختم کرنے کے لئے کوئی تدبیریں کر رہے ہیں

اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت دیں اور انہیں شرک و بدعات کے اندھیروں سے نکالیں بجائے اس کے کہ آج حضرت علی ہجویریؒ کی مشہور زمانہ تصنیف کشف المحجوب کی تعلیمات عام کی جاتیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ کی ترویج کی جاتی وہاں قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں گونجتیں، بھٹکی ہوئی مخلوق کی صحیح رہنمائی ہوتی، اُلٹا وہاں پر شرکیہ افعال کا ارتکاب کیا جا رہا ہے

اُچ شریف اور بھرچونڈی شریف میں بھی قبریں آج بدعات کا مرکز بنی ہوئی ہیں

ہمارے اکابر اور بزرگ جن سے ہمیں فیضان ہوا ہے اور یہ روحانی سلسلہ یہاں لاہور پہنچا ہے، آج اُن کی قبروں پر بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ چنانچہ حضرت بھرچونڈی شریف یعنی حافظ محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جن کے ہاتھ پر حضرت سندھیؒ نے اسلام قبول کیا اور اُن کی بیعت کی، وہ ہمارے پردادا پیر ہوتے ہیں، آج انہی خرافات کا مرکز اُن کی قبر بھی بنی ہوئی ہے انہوں نے تو اپنی زندگی میں توحید کی دعوت دی، وہ اپنے زمانے میں سب سے بڑے موحد تھے، سب سے بڑے اللہ والے تھے، سب سے زیادہ ذاکر اور عابد تھے، لیکن کیا کیا جائے بعد والوں نے اُنہی کی کو بدعات کے اڈے بنا دیا۔ اُچ شریف میں ہمارے بیسیوں بزرگ دفن ہیں، وہاں پر بھی یہی حال ہے۔ کیا کریں؟ اللہ اس قوم کو ہدایت دے۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

گمراہی کی اصل وجہ

اصل وجہ گمراہی کی یہ ہے کہ دین کا علم ہوتا نہیں اور وہ خود کو کہتے ہیں پدرم سلطان بود، ہم ایسے ولی کی اولاد ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ سب سے بڑا جُرم یہی ہے۔ پہلے اُن کے اندر دین ہونا چاہیے تا کہ انہیں پتہ ہو دین کیا ہے اس کے بعد اس پر عمل کی توفیق ہونی چاہیے اور اس پر حکومت کو بازپرس اور سرزنش کرنی چاہیے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے کیوں ہٹ گئے۔ اگر فیصلہ کتاب و سنت پر ہو تو شرک و کفر کا نشان باقی نہ رہے لیکن کیا جائے؟ انگریز نے تو کھلی چھٹی دی، تو وہ کافر تھا، وہ مسلمانوں سے کیا دلچسپی رکھتا تھا؟ یہ تو اسلامی حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ خدا و رسول کے احکام پر عمل کرائیں اور ذرہ برابر آگے پیچھے نہ ہٹنے پائیں یہی ہمارے اکابر کی دعوت ہے۔ اور اسی دعوت میں آج ختم کر رہا ہوں کہ کتاب و سنت کے جو فرامین ہیں کہ جن کے مطابق اپنے اختلافات حل کرنے کا ہمیں اللہ رسولؐ نے حکم دیا، اُس کے مطابق ہمارے اختلافات کا فیصلہ ہو جائے تو آج ساری خرافات ختم ہو سکتی ہیں، قرآن اُن اصولی چیزوں کا اور اُن کلمات کا داعی ہے اور ہمیں کوئی شک نہیں ہے کہ انشاء اللہ حق غالب ہوگا اَلْحَقُّ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی حق کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قرارداد تعزیت

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں عالم اسلام کے مشہور و ممتاز روحانی رہنما مہاجر مدینہ طیبہ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب عباسی مرحوم کی سانحہ ارتحال کی اطلاع نہایت رنج و غم سے سنی گئی۔ بعد از عصر دارالعلوم کے جامع مسجد میں تمام متعلقین نے جمع ہو کر ختم کلام پاک کرا کے حضرت مرحوم کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ نے حضرت مولانا مرحوم کی بے مثال شخصیت، دینی اور روحانی خدمات پر روشنی ڈالی۔ اور ایک قرارداد کے ذریعہ حضرت کی وفات کو پورے عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے لئے بہت بڑا روحانی اور دینی نقصان قرار دیا۔ حضرت شیخ الحدیث نے دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ مولانا مرحوم کی شدت تعلق کی بناء پر اس سانحہ کو ایک لحاظ سے دارالعلوم کا ذاتی سانحہ قرار دیا۔ اور تمام فضلاء دارالعلوم اور تمام اہل علم اور مسلمانوں سے ایصال ثواب کی اپیل کی ہے اور تمام پسماندگان اور متوسلین سے اظہار تعزیت کی ہے۔

ادارہ خدام الدین اس قرارداد کی حرف بحرف تائید کرتا اور قارئین سے حضرت مولاناؒ کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کرتا ہے۔ ادارہ حضرت مولانا کے تمام متعلقین اور منتسبین سے اظہار ہمدردی کرتا اور ان کے غم میں شریک ہے۔ (ادارہ)

خریداران ترجمان اسلام کو خوشخبری

ترجمان اسلام کا آئندہ شمارہ سولہ صفحات پر مشتمل ہوگا اور اس کا ٹائیٹل آفسیٹ خوبصورت اور رنگین شائع کیا جائیگا اس کے علاوہ مناظر اسلام مولانا لال حسین صاحب اختر کی مسئلہ ختم نبوت پر ریڈیو فیجی سے نشر کی گئی تقریر شائع ہو رہی ہے ایجنٹ حضرات اپنی مطلوبہ تعداد سے فوراً آگاہ کریں۔

(محمد حنیف سہارنپوری دفتر ترجمان اسلام چوک رنگ محل لاہور)

اعلان

ہمارے پاس نفیسی عربی مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنؤ کے کچھ نسخے ہیں۔ اعلیٰ کاغذ اور نفیس طباعت ہے۔ شاندار حاشیہ بھی ہے۔ ضرورتمند حضرات ناظم کتب خانہ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے مراجعت فرمائیں۔

بقیہ : گوش بر آواز

سب کچھ ان لوگوں کے لئے وقف ہے جو فلسطین کو آزاد کرانے کی جد و جہد کر رہے ہیں"۔

یہ تھے وہ الفاظ اور جذبات جن کا اظہار حضرت مولانا عبیداللہ انور امیر جمعیتہ علماء اسلام مغربی پاکستان نے کو "الفتح" کے لیڈر ابوہشام کے اعزاز میں جمعیتہ کی جانب سے منعقد ہونے والی ایک تقریب میں کیے۔ اس سے قبل حضرت مولانا سید حامد میاں نے فی البدیہہ عربی میں فلسطین کے مجاہدین کی تنظیم "الفتح" کے لیڈر کو جمعیتہ علماء اسلام کا تعارف کرایا اور بتایا کہ یہ لوگ وہ ہیں جن کے اسلاف ایک سو سال تک برصغیر میں انگریز سے لڑائی بھی لڑتے رہے اور برصغیر میں کتاب و سنت کی شمعیں بھی جلاتے رہے۔ "الفتح" کے متعلق جب ابتدائی خبریں دنیا میں نشر ہوئیں تو سامراجیوں نے اسے در خورِ اعتناد نہ سمجھا مگر ان کے عزم مستقل اور اپنے مقصد و مؤقف سے سچی لگن اور عمل نے اسرائیل اور امریکہ و برطانیہ کو پریشان کر رکھا ہے۔ ابوہشام صاحب "الفتح" سے متعارف کرانے اور دنیا کی رائے عامہ حاصل کرنے اور اخلاقی امداد کے لئے نکلے ہوئے ہیں۔ آج کل وہ پاکستان کا دورہ کر رہے ہیں۔ امیر جمعیتہ علماء اسلام مغربی پاکستان نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے وہ ہر مسلمان کے دل کی آواز ہے ہم حضرت مولانا کے جذبات کی تائید کرتے اور ان کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ حضرات جب بھی ملتِ اسلامیہ کو اس نیک مقصد کے لئے پکاریں گے۔ ملتِ اسلامیہ آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قبلہ اول اور فلسطین کی آزادی کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے سے کسی قسم کا دریغ نہیں کرے گی۔

قوموں کا ضمیر

ایک زمانہ تھا کہ گانے ناچنے والوں کو "ڈوم" اور "کنجر" جیسے الفاظ سے یاد کیا جاتا تھا اور ایسے لوگوں کی معاشرہ میں کوئی قدر نہ تھی۔ شریف اور نیک گھرانوں میں ان کا داخلہ ممنوع تھا۔ مگر اس ترقی اور تہذیب و تمدن کے دور میں جہاں شرافت عزتِ نفس اور خود داری جیسے الفاظ کا کوئی مفہوم نہیں رہا وہاں "کنجر" اور بے سوا

جہاں میں جب رسول اللہ فخر المرسلیں آئے

حافظ نور محمد انور

عرب کی سرزمینِ پاک پر جب شاہِ دیں آئے
حبیبِ کبریا محبوبِ ربّ العالمیں آئے

زمانے کے خزاں دیدہ چمن میں پھر بہار آئی
مثالِ ابرِ رحمت رحمۃ للعالمیں آئے

نویدِ جانفزا اہلِ زمیں کو دی فرشتوں نے
مبارک ہو جہاں میں آج ختم المرسلیں آئے

اُڑی کافور کی صورت سیاہی کفر و باطل کی
مجسّم نورِ وحدت بن کے وہ مہرِ مبیں آئے

گرے بُت منہ کے بل اور کفر کی اکھڑی ہوا یکدم
جہاں میں جب رسول اللہ فخر المرسلیں آئے

گنہگاروں میں شامل ہو گیا ہر بے گنہ انورؔ
کسی نے جب کہا لو وہ شفیع المذنبیں آئے

کے الفاظ نے بھی نیا روپ دھار لیا ہے۔ جدید ادب میں ان کو "فنکار" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ نقلوں اور گھٹیا قسم کے تماشوں کی جگہ اب سینما اور ٹیلی ویژن نے لے لی ہے اور اس میں کام کرنے والوں کو "ستارے" کہا جاتا ہے۔ نگرانی اور تربیت کرنے والوں کو ہدایت کار کا نام دیا جاتا ہے اور ناچ گانے کو کردار کہا جاتا ہے۔ سینما موجودہ دنیا میں تفریح کا لازمی جزو بن گیا ہے اور ایسی تمام خرافات کے مجموعہ کو آرٹ، کلچر یا ثقافت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ؎

برعکس نہند نام زنگی کافور

آج ۱۲ ربیع الاول کو ملک کے تمام اخبارات میلاد النبیؐ کے نام پر ضخیم نمبر نکال رہے ہیں۔ لیکن ہمارے یہی اخبار ڈیڑھ دو ہفتے سے ایک فلم ایکٹریس کی خبروں کو اس طرح نمایاں کر کے شائع کرتے رہے اور کر رہے ہیں گویا وہ کوئی قومی شخصیت ہے۔ جس ملت کے ایک ظالم و جابر حکمران حجاج بن یوسف نے اپنی ایک بہن کی پکار پر اپنے آپ پر خواب و خور حرام کیا تھا۔ آج اس ملتِ اسلامیہ کے سب سے بڑے ملک پاکستان کا پریس نئی نسل کی جو تربیت کر رہا ہے۔ اس کو دیکھ کر دل جلتا اور خون کھولتا ہے کیا اس کا نام صحافت ہے؟ کاش آج محمد علی جوہر اور ظفر علی خاں زندہ ہوتے کہ آج ایسے صحافیوں کی قوم کو ضرورت ہے نہ کہ ایسوں کی جو نئی نسل میں بے حیائی کو فروغ دے رہے ہیں۔

بقیہ : خطبۂ جمعہ

یہ آیت مبارکہ صاف طور پر اعلان کر رہی ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرے گا، وہ اللہ کا محبوب بندہ بن جائے گا۔

پس ہمارے لئے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار ہو کر ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہیں اور ہمارا کوئی قول و فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے خلاف نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچّی اور کھری محبت عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

مدنی مسجد کمہارپورہ لاہور

میں ۳۰ مئی جمعۃ المبارک مولانا رسول خاں صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ سیرت النبی پر تقریر فرمائیں گے۔

تعزیتی قرارداد

لاہور - تنظیم اہلسنت والجماعت نواں کوٹ کے اجلاس میں حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاری رح خلیفہ حضرت لاہوری رح کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا - اور ایک تعزیتی قرارداد بھی منظور کی گئی - جس میں مولانا کی دینی خدمات کو سراہا گیا اور کہا گیا کہ قوم ایک عظیم دینی رہنما اور عالم باعمل سے محروم ہو گئی -

آخر میں مولانا کے لئے دعائے مغفرت اور ان کے لواحقین سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا گیا -

(محمد نواز احمد رحمانی ناظم نشر و اشاعت تنظیم اہلسنت والجماعت نواں کوٹ ملتان روڈ، لاہور
سرپرست تنظیم ھٰذا - خواجہ اویس احمد شبلی)

اظہار تشکر

میری اہلیہ مرحومہ کے انتقال پر پاکستان سے بے شمار عزیز و اقارب اور احباب نے تعزیت کے تار اور خطوط بھیجے ہیں میں فرداً فرداً سب کو جواب دینے سے معذور ہوں، لہٰذا رسالہ خدام الدین کے ذریعہ ان تمام دوستوں، عزیزوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس حادثہ ہائلہ میں میرے ساتھ ہمدردی کی ہے - نیز درخواست کرتا ہوں کہ مرحومہ کو پھر بھی ایصال ثواب میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے اور میں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دیار رسول صلعم کی حاضری کی سعادت سے بہرہ ور فرمائے - آمین -

(دعاگو شیخ محمد اسماعیل جالندھری مہاجر مدینہ منورہ متصل باب مجیدی، ص - ب ۳۲ - سعودی عرب)

انتقال پر ملال

الحاج شیخ محمد اسماعیل صاحب جالندھری مہاجر مدینہ منورہ کی اہلیہ کا ۹ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۹۶۹ء مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا - إنا للہ وإنا الیہ راجعون -

شیخ صاحب کا اصلی وطن جالندھر ہے - تقسیم ملک سے دو ماہ قبل ہی ہجرت کر کے حجاز مقدس چلے گئے، ۳½ سال مکہ مکرمہ رہے، پھر مدینہ منورہ جا کر قیام کیا - تب سے اب تک وہیں قیام پذیر ہیں - شیخ صاحب کا سارا خاندان (شیخ غلام رسول صاحب، شیخ محمد یعقوب صاحب ماسٹر محمد موسیٰ صاحب وغیرہ) ہمیشہ مجلس احرار اسلام اور جمعیۃ علمائے اسلام سے وابستہ رہا ہے - علمائے کرام سے ان لوگوں کو والہانہ عقیدت ہے شیخ صاحب کی اہلیہ مرحومہ خانگی امور کے علاوہ صوم و صلوٰۃ تہجد، تلاوت قرآن عزیز اور اوراد و وظائف کی سخت پابند تھیں - ہمیشہ یہی دعا مانگا کرتی تھیں - یا اللہ میری موت دیار رسول میں ہو، میرا خاوند میری تجہیز و تکفین خود کرے - مجھے کسی کا محتاج نہ کرنا - خدا نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی - شیخ صاحب نے تجہیز و تکفین کی - تہجد کے وقت حرم نبوی میں لے گئے - جماعت فجر کے فوراً بعد نماز جنازہ جوار رسول صلعم میں پڑھی گئی، طلوع آفتاب کے ساتھ ہی سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جوار میں دفن کر دی گئیں - مرحومہ کے تین لڑکے (الحاج عبدالھادی، الحاج عبدالباری) پاکستان میں ہیں - چھوٹے لڑکے الحاج عبدالجلیل اور تین بچیاں مدینہ منورہ میں ہی ہیں -

دعا ہے، اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے - (مولانا، محمد رمضان علوی خطیب گلشن آباد (راولپنڈی))

اسلامی کیلنڈر مفت

ملک کے مایہ ناز خطاط سید نفیس صاحب کا مشہور عام طغریٰ بابت "ختم نبوت" کیلنڈر پر شائع کیا گیا ہے - فی نسخہ دس پیسے کے ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کریں -

محمد رمضان : التقویم ۱۲۰ خواجہ شہاب الدین مارکیٹ صدر کراچی ۳

جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ ملتان کا سالانہ جلسہ

جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ عیدگاہ روڈ ملتان کا سالانہ جلسہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۵، ۲۶، ۲۷ ستمبر ۱۹۶۹ء بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ منعقد ہونا قرار پایا ہے -

(نوٹ) جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ ملتان میں علوم اسلامیہ کے علاوہ علوم شرقیہ مولوی فاضل، منشی فاضل اور میٹرک تک علوم جدیدہ کی تعلیم کا بھی بطریق احسن انتظام ہے تمام مسافر طلبہ کے لئے قیام و طعام کا انتظام مفت ہے - معلومات کے لئے خط و کتابت کریں -

(ابوالحسن قاسمی مہتمم جامعہ تعلیم الابرار، عیدگاہ روڈ، ملتان)

دارالعلوم حنفیہ چکوال کا سالانہ جلسہ

دارالعلوم حنفیہ چکوال ضلع جہلم کا اٹھارہواں سہ روزہ سالانہ اجلاس بتاریخ ۳۰ - ۳۱ مئی اور یکم جون بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے - جس میں ملک کے جلیل القدر علمائے کرام شرکت فرما رہے ہیں - جن میں حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری، علامہ دوست محمد صاحب قریشی، مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب مولانا عبدالقادر صاحب آزاد اور مولانا عبدالعزیز صاحب بھٹی کے علاوہ دیگر علمائے کرام شرکت فرما رہے ہیں -

(مولانا، غلام حبیب صاحب، نقشبندی مہتمم دارالعلوم)

بچوں کا صفحہ
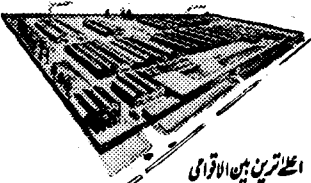
حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیّبہ

عبدالمجید ہیڈ ماسٹر، لیہ

عزیز بچو! میں اس مختصر سے مضمون میں آپ کی توجہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیّبہ کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کو سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع عطا فرمائے ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عزیزانِ من! اللہ پاک نے اپنے مقدس کلامِ پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ جس شخص نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی۔ گویا اُس نے میری تابعداری کی۔ ربّ العزّت کو سرورِ کونین کی ہر ادا پسند آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بھی بیان فرماتے اللہ پاک کا کلام بیان فرماتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اطہر بیشک ہمارے لئے کامل نمونہ ہے۔ ایک تاجر کی حیثیت سے، ایک حاکم کی حیثیت سے، ایک معلّم کی حیثیت سے، ایک باپ کی حیثیت سے۔ ہمیں آپؐ کی تقلید ازبس ضروری ہے۔ آپؐ نے کبھی دوسروں کو اپنے آپ سے کمتر نہیں سمجھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب ایک مرتبہ آپؐ چند صحابہ کرامؓ کے ہمراہ سفر میں تھے تو ہر ایک صحابیؓ کے ذمہ ایک ایک کام سونپا گیا۔

آج کل کا انسان دین سے کیوں بے بہرہ ہے؟ اسلام سے کیوں ناواقف ہے اور قرآن پاک سے کیوں ناآشنا ہے؟ وجہ صرف اتنی ہے کہ ہم مغربی تہذیب کی تقلید میں اندھے ہو گئے ہیں۔ ہماری چشمِ بصیرت جواب دے چکی ہے، دلِ بینا، نابینا ہو گئے ہیں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ جن کے دلوں پر ہم تالے لگا دیں انہیں کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

طائف میں جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کو دینِ متین کی دعوت دینے لگے تو وہاں چند شرپسندوں نے آپؐ کو بہت تنگ کیا۔ آپؐ ہر قسم کے آلام و مصائب کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔ اگر آپؐ چاہتے تو اُن کے حق میں بُری دعا کر سکتے تھے۔ مگر آپؐ کی بے پایاں رحمت نے کفار کی بے پناہ ایذارسانی کے باوجود اُن کے حق میں اچھی دعا فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

”مالک! انہیں سیدھے رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ انہیں حق کو سمجھنے کے لئے ذہن رسا عطا کر۔ انہیں قرآن پاک سمجھنے کے لئے چشمِ بصیرت عطا فرما ؎

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

میرے عزیز بچو! آپ نے اس مختصر سے مضمون سے یہ اندازہ ضرور لگایا ہوگا کہ ہادیٔ اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیشہ حق بات پر قائم و دائم رہے۔ اللہ پاک کی رضا آپؐ کا منتہائے مقصود تھا یہی وجہ ہے کہ ربّ العالمین نے آپؐ کو تمام انبیاء سے بلند مقام پر فائز فرمایا۔

اللہ جلشانہٗ کا فرمان ہے ”بیشک اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے نبیٔ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اس ذاتِ اقدس پر درود و سلام بھیجو۔“

المختصر پیارے عزیزو! اگر تم نے اس دنیا میں کامیاب رہنا ہے اور آخرت میں سرخرُو ہونا ہے تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرتِ طیّبہ سے سبق سیکھو۔ عروسِ کامرانی سے ہمکنار ہونے کے لئے اور خوشنودیٔ حق حاصل کرنے کے لئے آپؐ کی اتباع ازبس ضروری ہے۔

دعا ہے کہ اللہ پاک مجھ ناچیز کو اور آپ کو ہادیٔ اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

خوابگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قاری عبدالعزیز شوقی السعدی

مرکزِ نورِ خدا ہے خوابگاہِ مصطفےٰ
مخزنِ لطف و عطا ہے خوابگاہِ مصطفےٰ

سرگروہِ خیلِ اربابِ نظر کا قول ہے
عرشِ اعظم سے سوا ہے خوابگاہِ مصطفےٰ

دردمندانِ محبّت کے لئے جائے سکوں
بیدلوں کا آسرا ہے خوابگاہِ مصطفےٰ

جلوہ گاہِ نور پاش و بارگاہِ لطفِ بار
مہبطِ وحیٔ خدا ہے خوابگاہِ مصطفےٰ

اس کے پہلو میں بہارِ باغِ جنت ہے نہاں
دلکش و خاطر ربا ہے خوابگاہِ مصطفےٰ

بادشاہانِ زمن کے سر یہاں ہوتے ہیں خم
فقر و فخری کی بنا ہے خوابگاہِ مصطفےٰ

تا ابد اندر برِ خواجہؐ صدیقؓ و عمرؓ
مظہرِ شانِ ولا ہے خوابگاہِ مصطفےٰ

رحمتوں کے پھول شوقی کیوں نہ برسیں رات دن
روضۂ صلِّ علیٰ ہے خوابگاہِ مصطفےٰ

مدینہ منوّرہ

رشید عثمانی

مسلماں کی آنکھوں کا تارا مدینہ
سدا رحمتیں ذرّے ذرّے پہ نازل
منوّر منوّر معطّر معطّر
جو سوچا علاجِ غمِ دل کہاں ہے
شہِ دوجہاں، شافعِ روزِ محشر
چلو مے کشو تشنگی دُور کر لو
یہی نسبتیں حاصلِ زندگی ہیں
مدینے کا ہر دم ہے دل میں تصوّر

نہ ہو کیوں دل و جاں سے پیارا مدینہ
دکھاتا ہے کیسا نظارا مدینہ
ہے جنّت سے بڑھ کر ہمارا مدینہ
دلِ زار فوراً پکارا مدینہ
سمایا ہے دل میں تمہارا مدینہ
ہے تسنیم و کوثر کا دھارا مدینہ
مدینہ کے ہم ہیں ہمارا مدینہ
ہر شے سے ہے مجھ کو پیارا مدینہ

رشیدؔ ایسے بیکس کی آنکھوں کی ٹھنڈک
دلِ زار کا اک سہارا مدینہ

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۴۸ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۷۶۷/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا
اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔